

سوانح عمری ۱۲۵

فہرست مبین نگین کتابستان شیخ ابوالفضل محمد قاسم

حالات مصائب الشوریہ

نمبر	مفاین رنگین	نمبر	مفاین رنگین
۱	فہرست مفاین	۱	۱۵
۲	اشہار -	۵	۱۴
۳	دیباچہ کتاب الشوریہ قوت احمد -	۶	۱۴
۴	ابیات -	۷	۱۸
۵	آغاز حالات حیات میریہ -	۸	۱۹
۶	میریہ کی وفات طبع اور نکورسا	۱۰	۲۰
۷	قصیدہ مصائب الدین اکبر	۱۱	۲۱
۸	راجہ بیرہ المقلب والشور	۱۲	۲۲
۹	حکایت عجیب - دوہرہ -	۱۳	۲۳
۱۰	میریہ کی شاعری اور اشعار -	۱۴	۲۴
۱۱	روایت - مال پوا - برہمی - گلوئی پان	۱۵	۲۵
۱۲	آئینہ - ڈال - وانہ بیرہ لادنی - چوک	۱۶	۲۶
۱۳	میریہ کا خطاب معاصیہ الشوریہ	۱۷	۲۷
۱۴	میریہ کے کازمہ دیباچہ اکبری میں -	۱۸	۲۸
۱۵	شیرتاریخ مغورسکہ مغرب شہر آباد	۱۹	۲۹

صفحہ نمبر	مضامین رنگین	صفحہ نمبر	مضامین رنگین	صفحہ نمبر
۱۹	فہرست۔	۳۰	ملا دو پیا زہ کی پانچویں مجلس	۲۷
۲۰	بیر بر کی فلم موسیقی میں مہارت حکایت	۳۱	بیر بر سے چہرہ چھاؤ	۲۸
۲۱	بیر بر کی جاگیر شہر عدم آباد کا نقشہ	۳۲	لطیفہ۔ لطیفہ۔	۲۹
۲۲	شہر عدم آباد کا جغرافیہ۔	۳۳	حکایت۔ روایت۔	۳۰
۲۳	عدم آباد کے باشندے اور ان کے طریق	۳۴	بیر بر اور ملا دو پیا فیضی کی مطایبات	۳۱
۲۴	عدم آباد کے باشندوں کی سرکشی کرنا۔	۳۵	شعر بیر بر۔ تجانب فیضی۔ لطیفہ۔	۳۲
۲۵	بیر بر کی عدم آباد کے باغی باشندوں	۳۶	نقل۔	۳۳
۲۶	یغنا زور کی سرکشی فوج کرنے کے دوسرے	۳۷	مصاحب انشور راجہ بیر بر اور	۳۴
۲۷	روانہ ہونا۔	۳۸	اکبر شاہ کی مجلسیں۔	۳۵
۲۸	بیر بر کا عدم آباد فتح کر کے شہر	۳۹	نقل۔ لطیفہ۔ لطیفہ۔	۳۶
۲۹	خوشاں میں رہنا خیمہ لگانا۔	۴۰	بیر بر کی حاضر جوابی۔	۳۷
۳۰	مصاحب انشور بیر بر کی بے بد میری	۴۱	اکبر شاہ کے بیر بر سے استفسار۔	۳۸
۳۱	اور اسکے نام پر تاریخی الزام۔	۴۲	لطیفہ۔ لطیفہ۔ لطیفہ۔	۳۹
۳۲	مصاحب انشور بیر بر کے سونے	۴۳	لطیفہ۔	۴۰
۳۳	پہر اکبر شاہ کا ماتم کرنا۔	۴۴	مصرعہ نعت خاندان مغلیہ	۴۱
۳۴	افخا و سرت شہار منکلام اکبر شاہ	۴۵	ضمیمہ نمبر اول لاہور مظفر جلال الدین	۴۲
۳۵	خوب ہوا۔	۴۶	محمد اکبر شاہ والئی ہندوستان کی	۴۳
۳۶	قلعہ تاریخ انتقال مصاحب انشور راجہ بیر بر	۴۷	پیدائش و پرورش۔	۴۴
۳۷	راجہ بیر بر کا مرکز دوبارہ زندہ ہونا۔	۴۸	مصرعہ تاریخ ولایت اکبر شاہ۔	۴۵
۳۸	راجہ بیر بر کے مالا کے موتی۔	۴۹	مصرعہ تاریخ سال انتقال چالیس	۴۶
۳۹	بیر بر ایک مسلمان حریف مجلس کا فوٹو۔	۵۰	مصرعہ تاریخ سال جلس اکبر شاہ۔	۴۷
۴۰	ملا دو پیا زہ کو ملا و ملا پیا ایس کی نظر	۵۱	الو افخ جلال الدین اکبر شاہ کی فتوحات	۴۸

صفحہ نمبر	مضامین و تلیکین	صفحہ نمبر	مضامین و تلیکین	صفحہ نمبر
۵۶	دربار اکبر شاہی کے سفر	۵۶	۵۶	۵۶
۵۷	اکبر شاہ کا انتظام۔	۵۷	۵۷	۵۷
۵۸	اکبر شاہ کے خوارق عادت و عسالت	۵۸	۵۸	۵۸
۵۹	عمارت تعمیر شدہ عہد اکبر شاہی	۵۹	۵۹	۵۹
۶۰	قلعہ تاریخ سال تعمیر عمارت بنگالی	۶۰	۶۰	۶۰
۶۱	محل و مقبرہ حضرت سلیم خانی	۶۱	۶۱	۶۱
۶۲	تاریخ سال تعمیر عمارت موازہ فی	۶۲	۶۲	۶۲
۶۳	ایضاً۔	۶۳	۶۳	۶۳
۶۴	اکبر شاہ کی شاعری معہ کلام مختصہ	۶۴	۶۴	۶۴
۶۵	انصرام ملک انتظام سلطنت اکبر شاہ	۶۵	۶۵	۶۵
۶۶	اکبر شاہ کی اہل ہندو سے اپنایت	۶۶	۶۶	۶۶
۶۷	اور الحاق۔	۶۷	۶۷	۶۷
۶۸	اکبر شاہ کا بنیادین توحید	۶۸	۶۸	۶۸
۶۹	الہی کا وضع کرنا۔	۶۹	۶۹	۶۹
۷۰	حکایت عجیب اتفاق۔	۷۰	۷۰	۷۰
۷۱	حکایات توحید الہی اکبر شاہی۔	۷۱	۷۱	۷۱
۷۲	فہرست مریدان دین الہی۔	۷۲	۷۲	۷۲
۷۳	عہدہ اکبر شاہی کی تصنیفات۔	۷۳	۷۳	۷۳
۷۴	اتحاد نامے اکبر شاہی۔	۷۴	۷۴	۷۴
۷۵	گوئے آتشین۔	۷۵	۷۵	۷۵
۷۶	دولت محل نقیہ و سیکری۔	۷۶	۷۶	۷۶
۷۷	تقریب اوقات روز قزو۔ معانی جز۔	۷۷	۷۷	۷۷
۷۸	آئین داغ۔	۷۸	۷۸	۷۸
۷۹	تاریخ تعمیر مسجد۔	۷۹	۷۹	۷۹
۸۰	دہرم لچہ و فیچورہ۔	۸۰	۸۰	۸۰
۸۱	فیضان پورہ۔	۸۱	۸۱	۸۱
۸۲	زمانہ بازار۔ مال دینیشن موڈن کشتیاں۔	۸۲	۸۲	۸۲

ردیف	مضامین رنگین	ردیف	مضامین رنگین	ردیف
۸۹	دیگر فهرست سجدات شاهان مغلیه و پشان	۹۶	جهاز - اکبر شاه کی اولاد و اخفا -	۸۹
۹۰	معنی تاریخ و سنه وفات هر یک از پشان	۹۷	سجده مهر گوشت و الدین جهانگیر بن اکبر شاه	۹۰
۹۱	تاریخ جهانگوشال برابر معاصی و انشور -	۹۸	تاریخ سال انتقال شهزاده مراد -	۹۱
۹۲	تاریخ ازلیج و قارصقنف ایم او برلاس	۹۹	رباعی شهزاده مراد -	۹۲
۹۳	تاریخ طبع و مراد محمد احسان شریف پشاور	۱۰۰	اکبر شاه کی وفات او و شهزاده	۹۳
۹۴	تاریخ سال تصنیف خوشنویس حنفی و علی	۱۰۱	سلیم نور الدین جهانگیر کی تخت نشینی	۹۴
۹۵	هر گوهر علی شاه رفوی مدرس اعظم	۱۰۲	اشعار حسرت شعار جلال الدین	۹۵
	مشن و می سکول پشاور -	۱۰۳	اکبر شاه و تاسف -	۹۶
		۱۰۴	نصیحت -	۹۷
		۱۰۵	تاریخ سال انتقال اکبر شاه	۹۸
		۱۰۶	فیضیه کتاب مستطاب حیات راجم	۹۹
		۱۰۷	معاصی و انشور و سیر (فهرست سجدات)	۱۰۰

تمام شد

پیشہ خب کا لالہ ہو

جیسے ہر مہنت و لایت اور نڈھان کے چید سے چیدانگر نیزی اخبارات سے زیادہ اور دلچسپ
مضامین تیار ہو کر پیش ہو کر تے ہیں اور بسکریاتی تمام اردو اخبارات سے زیادہ زیادہ عمدہ
اور تازہ خبریں ہم پہنچانے کا خاص مل ہو جو جاپانی نہایت ناز قیمت اور دلچسپ خبریں
پایہ کی ہندوستان جہ کے تمام اردو اخبارات سے زیادہ چھپنے والا ہے قیمت معمولی
فقط دو روپے اور عدا پیشگی قیمت کی وصولی پر ایک ماہ کتاب ہر ایک خریدار کو ملتی ہے۔
المشاہر: منیر پیشہ خب کا لالہ ہو

انتخابِ لاجواب

یعنی دنیا کو تمام نہایت دلچسپ و مفید کتابوں اخباروں سالوں اور تحریروں کا عطر مجموعہ
جس میں ہر ایک قاری عالمی و علمی مضامین ان سب کا اور علم کی ساری چیزیں جو کہ کسی زبان سے نہیں
سکتے

اردو زبان میں بے نظیر نعمت

تاہرین میں کسی قسم کے لغات و تفسیر تیار نہیں ہوں زبانوں کو معقول معاوضہ دیا جائے نہایت
میں ۲۵ صفحات سالانہ مجموعہ کی ایک روپے پر (المشاہر: منیر پیشہ خب کا لالہ ہو)

دیباچہ کتاب نئی پابیت

مقدمہ ہمیں کتب ہی صنفوں کی رقم کا حقا کہ خداوند کے توح و قلم کا
اس سند عت پر کہ توجہ و مہارت کیا تا کہ رہتے عقل کے قدم کا
بستہ ہیں یہ سب شیخ برہنہ۔ آبا و اجداد سے ہو کر دیر و حرم کا

عندلیب بان ترانہ سنج مد بہار آفرین ہے کہ شاخ خشک قلم کو برگ و بار
توفیق تحریر توحید کا عطا فرمایا۔ اور اشہار صنف اور اوراق کو ہزار ہا گل بوشتا اور
تعریف سے رشک چمن بنایا۔ سبحان اللہ کیا صانع بیچون و پیرا ہے کہ ایک
قطرہ آب کہیں صورت زیبا اور شکل دل آرا حیاں کرتا ہو۔ مصور ہی مانی
جس کی نقش نقاشی ہو حیران اور بہرہ زاد سرگردان ہو۔ کیونکہ نہ ہو عقل کل
ہے باعث آفرینش ہے اور فانی موجودات کا ہو۔ ہم سب اس کی تصویریں اور
منی کی موتیں ہیں عقل حیران ہے۔ فہم سرگردان ہے۔ کیا بناتا ہے اور کیا
کرتا ہے۔ قطرہ آب پر اندرون رحم نقش بنائے۔ عدم سے وجود میں لائے
پھر اسی کو ہوش زہرہ جبین کر دکھائے۔ شعر

وہ نطفہ را صورت چون پری کہ کرد است بر آب صورت گری

خود اس کے حق میں یوں فرمائے "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" ایسے
ہی قطرہ آب کو کہیں دو۔ آبدار اور گوہر شہوار نمایاں کرتا ہے۔ فالو اس
کان میں لعل دغشاں کی شمع جلاتا ہو۔ تبدیل صدف میں گوہر شجر آغ چمکتا
ہے۔ سرو آواز کے پاؤں میں موج آب اس کی محبت کی رنجیر ہے۔ اور صلقہ

اس کے عشق اور اطاعت کا قمری کے لئے طوق گلو گہر ہے۔ وہاں غنچہ اس کے
ذکر خفی سے عطر آمیز مشام ہے چشمِ نگر اس کی رنگارنگ پیدائش کے نظارے
لئے دیدہ کشا وہ ہے۔ پیالہ لالہ اس کی درگاہ میں کاشدہ دیو زہ گری کا ہفتہ
میں لٹو ہوئے بپنے حقہ قسمت لینے کے لئے منظر اور آمادہ ہو۔ میری قلم
دو زبان اس کی تعریف اور توصیف آفرینش میں گنگا پور اور مرکب بے سواد
اس کے بیان سو خشک ہے۔ الحق صلح کل ہو۔ ہادی بیل ہو عقل اسکے
کہنہ ذات بے پایاں میں پریشان ہو۔ حامد بے میم جس کی توحید میں یوں
فرمایا صاعفناک حق معرفتناک دوسرے سے کیا بن آئے۔

لیکات

فدایا جہاں پادشاہی تراست نہا خدمت آمد فدائی تراست
پناہ بلند نی و پستی توئی ہمہ ہستند آ پنے ہستی توئی
بعد حمد خالق جن و بشر عالم قضا و قدر مبداء و ملاح سحر لغت سید
کامینات۔ خلاصہ موجودات بہترین عالم برگزیدہ نوع نبی آدم کی ہے۔
جسکے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بخت گم گشتہ کو چھ صلاحت برہ راست
آئے۔ بتوفیق رفیق اور مدراج تحقیق کیا مرتبہ بلند پائے۔ اور علم روشنی
چار دانگ عالم میں بلند کرد کہا میے۔ احمد بے میم صنعت کریم محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
علیہ السلام کا ہرین و امیہ المکرین۔

اَلَا مَیْکُنُ الشَّامُ کَمَا کَانَ حَقُّهُ
بعد از خدا بزرگ توئی حقہ مختصر

آغاز حالات حیات بیربر

مجھے تو سب سے پہلے یہ سچا رہا کرتے ہیں جو کہ ہندوؤں کے عشق و محبت سے ہیں
پیشتر اس کے کہ ہم ناظرین کو اس تہیرو سے انٹروڈیوس کرنے
میں سامعی ہوں۔ ہمارا یہ بتانا فرض ہے کہ یہ کیا نام ہے اور
کیونکہ وہ اس نام سے موسوم ہوا۔ اور اس لفظ کی وجہ تسمیہ کیا ہے
بیربر۔ اصل بیربر ہے جس کے معنی زبان سنسکرت میں
ایک اچھے بہادر کے ہیں۔

بیربر کی پیش و پرورش

ہندوستان میں بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو بیربر کا نام نہ جانتے ہوں گے
یہ اپنے وقت میں بہت ظریف اور حاضر جواب گذرے ہیں۔
بیربر۔ ملک ہندوستان کے شہر کالپی میں پیدا ہوا تھا۔ جس کا اصلی نام
ہیشش اس اور بقول دیگر بیربر ہے اس تھا۔ اس کا باپ کالیڈاس بن دیو ام
جو بہ فرقے کا برہمن تھا۔
سوائے بیربر کے اس کے دو بیٹے اور تھے جن میں سے ایک تو ہنس راس
جو علم و فنونیت میں گنگا جی میں افتنان کرتے کرتے ڈوب مرا۔ دوسرے گنگا راس
جو راجہ ہو بنکر اور تارک الدنیا ہو کر اپنے باپ کے حین حیات میں نیپال کے لکھنؤ
جنگلوں میں جا نکلا۔

کالیہ اس پر چوبہ بھر آخو اپنے دو فرزندوں کی مفارقت میں نہایت
نہیف ہو گیا۔ مگر اپنے عزیز بیٹے برہمہ اس کی پرورش و تعلیم و تربیت
فرار خود حاصل کر تارہا۔ اس عرصہ میں برہمہ اس نے اپنے مذہبی علم زبان
سنسکرت میں کچھ دستگاہ حاصل کر لی (جیسا کہ ملے لہوم برہمن لوگوں کے
واسطے ضروری ہوتا ہے) ہندو سنساق۔ نجوم وغیرہ کی سیکندرا آف
ہو گیا۔ اور بہت سے اپنے مذہبی وید۔ منتر۔ اشلوک یاد کر لئے۔

بیرہمہ ابھی ۱۳ برس کا تھا کہ کالیہ اس خد اگنچ کو سدھارے۔ افسوس ہو
کہ بیرہمہ کا نہ کوئی بڑا بھائی تھا اور نہ کوئی چچا نہ ماموں جو اس کی پرورش
کا فیل ہوتا۔ صرف اس کی ایک کھیاری ماں تھی جب کوڑا لپے کے ساتھ
اپنے بیٹے کی پرورش اور تلاش معاش کا انتظام کرنا تھا جس قسم کی ایک
ہندو عورت سو کو قہ ہو سکتی ہے کالیہ اس کو بی بی پشیل دگل کے اتنے
لنگوٹ بندھے کہ ان کے حکام وقت کر جاگیر دار ہوتے۔ کوئی اتنے بڑے سحر
شاعر ہی نہ تھے کہ جھوٹے تعریفیں راجوں کے کت بنا کر روپیہ حاصل
کرتے۔ غرض (بیرہمہ) برہمہ اس اور اس کی والدہ اپنے دن بڑی مصیبت
سے بسر کرتے تھے کہ یکا یک زمانہ نہ کروٹ بدلی۔ اور ادبار کی گھٹانے پلٹا
کہایا۔ بمصداق (ان مع العسر ایسہا) بیرہمہ کی شادی حسن اتفاق سے
راجہ کالنجہر کے پڑوت جہا ملی کی بیٹی سے ہوئی۔ جہا ملی ایک ولتمند برہمن
تھا۔ اس نے بیٹی کو معقول جہیز دیا۔ اور زیور وغیرہ بھی دیا۔ جس کے سبب
بیرہمہ اور اس کی ماں کے دن اچھے ہو گئے۔ اور مزے سے زندگی بسر
کرنے لگے۔ شادی سے تھوڑے عرصے کے بعد بیرہمہ کی والدہ کا انتقال
ہو گیا۔ اور اس سے بیرہمہ کو بہت رنج ہوا۔ مگر خوش قسمتی سے اس کو بیوی
ایسی ملی جس نے اس کا سب غم غلٹا کر دیا۔ اور خاوند کی اطاعت اور خدمت

کرنے کا مادہ اس میں ایسا تھا کہ بیربر اپنے دوستوں کو کہا کرتا تھا کہ میں اپنی بیوی کے سبب جیتے جی بیکٹھ میں ہوں۔

اپنے خسر مہاراجی کے مرگ کے بعد بیربر راجہ کالنجری خدمت میں حاضر ہوئے مثل اور برہمنوں کے ہندو لوگوں کو اشلوک وغیرہ سناتے پھرتے تھے رفتہ رفتہ ابتدائی مجلس میں کہیں اکبر شاہ کے دربار تک سائی ہوئی۔ بادشاہ کو لڑکپن سے برہمنوں بہاؤں اور اقسام طوائف ہندو کی طرف میلان خاطر اور التفات فاس تھا۔ بیربر کی طبیعت اور سمجھ بوجھ بہت اچھی تھی اور علم ہندی و سنسکرت میں کسیتدر رہا رت بھی کھتا تھا نظرافت اور سخاوت تو اس کا حصہ تھا۔ چند ہی روز میں ہدم و عمران بادشاہ کے ہو گئے یہاں تک کہ سوائے بیربر نہ کے بادشاہ کو دم بھر چین نہیں آتا تھا۔ بقول استاد شعر

من تو شدم تو من شدمی من تن شدم تو جاں شدمی
تا کس نگوید بس را زین من دیگرم تو دیگرمی

بیربر کی ذکاوت طبع اور فکر سار

علاوہ فن مصاحبت اور علم مجلسی کے بیربر ہندی شاعری اور طیفہ گوئی میں اپنے وقت کے کیتا تھے۔ کبیت۔ دوہے اور چند بہت چٹ پٹو مزیدار بر محل اور فی البدیہہ کہتے تھے کہ جنکو سنکر بڑے بڑے شاعر اور کیشر ہی دنکادہ جاتے تھے۔ بادشاہ نے انکو ”کبائے“ کا خطاب عطا کیا جس کے معنی ملک الشعراء کے ہیں۔ بیربر دربار سے لیکر محل تک عموماً ساتھ رہتے تھے۔ اور اپنی دانائی اور مزاج شناسی کی حکمت

حسبنا شاہ جلال الدین اکبر راجہ پور لکھنؤ



اس کی جگہ میں کیا جو بہتر تھا نہ سوا کہ ہے۔ یہاں تو کوئی صورت جو وہاں دشمنی تھی

حکایت عجیب

ایک دن راجہ جے پور کے ٹھکانے اکبر کو ڈولاند کر گیا۔ جو عورت اس ڈولی میں تھی نہایت حسین صاحب جمال تھی۔ بادشاہ نے غلوت کے وقت اس کا ہاتھ پکڑا مگر چونکہ وہ جوان تھی۔ ہاتھ بادشاہ سے اس نے چھوڑ لیا۔ پھر بادشاہ نے کمر بند پکڑ کر کھینچا تو اس صدمہ سے کمر بند ٹوٹ گیا۔ کا فوری شمع روشن تھی جبینہ نے اسپر ہاتھ رکھ دیا جس سے شمع گل ہو گئی۔ مگر شمع کی لو سے اس مد پارہ کا ہاتھ جل گیا۔ بادشاہ نے اسی وقت یہ مصرع موزوں کیا۔

مصرعہ ”کھ کارن سند ہاتھ جبری“

اس مصرعہ کے معنی یہ ہیں کہ معشوقہ کا ہاتھ کیوں جل گیا۔ صبح کو یہ مصرعہ کہتے کہتے دربار میں آئے اور درباریوں سے فرمائش ہوئی کہ اس مصرعہ کو نو پار کرو۔ بیربر پستہ ذہن فدا واد کی لیاقت سے فوراً تار گئی اور ایک دوسرے ہا شاہیں اس طرح تصنیف کیا۔

دوہرہ

من ابلارانی بھید نجات سیج گئی تو مان ڈوری
اس بات کہی تو چونکے ٹپٹی تبت ڈالے کتے ہا ہری
ان دونوں کی چنچوڑن میں کنپیا تہمہر ٹوٹ پڑی
کراہیہ کا منہ چھاپ لیو۔ یہ کارن سند ہاتھ جبری

نوٹ: اردو معنی اس دوسرے کے اسطرح ہیں:-

من حسین را نی جو بھید سے نا واقف تھی۔ جب پنگ پر لپٹی تو دل میں ڈوری
جب اس سے مطلب کہا گیا تو چونک پڑی پھر راجہ نے چہاڑ کر اسے پکڑ لیا۔ ان
دونوں کی کشمکش میں ان کی پائیجاہ کا آزار بند ٹوٹ گیا۔ پھر تو خسر مارا اس نے

شعخ کا منہ ڈھانک لیا۔ اسی سبب سے معشوقہ کا ہاتھ جلیگیا۔
اکبر شاہ سنکر بہت خوش ہوئے اور بہت سا انعام دیا۔

بیربر کی شاعری اور اشعار

شکر شکمن شنوندہ طوطیان ہند۔ زان قندرسی کہ بہ بنگالہ میرود

بیربر سبب ہنسنی اہل علم کہی کہی فارسی اور اردو شعر بھی کہتے تھے۔ اکبر بادشاہ کی طبیعت رنگ برنگ کا نمونہ تھی۔ اکہدن گورستان کی سیر کر رہے تھے اتفاق سے ایک قبر پر پاؤں جا پڑا۔ تو آدھی سے زیادہ زمین میں دھس گئی دیکھا تو جہازہ نظر آگیا مگر ہاتھ لگایا تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ بادشاہ نے اس وقت ترکی زبان میں ایک شعر کہا جس کے معنی یہ تھے۔

بیربر کا شعر
بہت لوگ دیکھ کر جبکا ہیشہ مشکین بن تھا مظلکفن تھا
بیربر سے ارشاد ہوا کہ بیربر بھاشا اور سنسکرت کے شعر شلوک وغیرہ تو تمہارے سنیں مگر اردو نہیں سنا۔ بیربر نے سن کر عرض کی کہ جہاں پناہ لو سنو۔

بیربر کا شعر
جو قبر کھن انکی کھڑی تو دیکھا۔ نہ تار کفن تھا نہ غصوبن تھا
اکبر شاہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ انعام دیا۔ کہا آفرین تیری ذکاوت طبع پر ہے کہ تو نے سنتے سنتے شاعرانہ شعر خوانی کا بھی مذاق حاصل کر لیا۔
بیربر کے اشعار کہتے۔ وہ ہرے سب بھاشا اور سنسکرت میں ہیں۔ علم موسیقی میں انکو کامل مہارت تھی۔

روایت

ایک روز اکبر بادشاہ قلعہ کدیر پہ سے وقت شام جنبہ کی سیر کر رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ چراغ کا عکس دریا میں معلوم ہوتا ہے۔ اسی وقت یہ مصرعہ موزوں کیا۔

مصرعہ ”آج ہم نے دریا پر چراغاں دیکھا“
دوسرے روز جب دربار میں تشریف لائے تو بیربر کی طرف اشارہ کر کے مصرعہ ثانی کا ارشاد فرمایا بیربر نے کہا۔

سنا

آج آتش کو ہم دستِ بیاں دیکھا۔ آج ہم نے دریا پر چراغاں دیکھا
علاوہ اس کے بیربر کی اکثر پھیلیاں مشہور ہیں۔ کبکٹ۔ شاوک بہت
موقف عبارت میں ہیں۔ غرض جو کچھ اس نے لکھا سب بھاشا یا سنسکرت
میں لکھا ہم ناظرین کی خوش طبعی کے لئے ذیل میں انکی چند پھیلیاں جو
خاص اردو اور بھاشا زباں میں ہیں لکھتے ہیں۔

(مال پوا)

گہی میں عسرق سواد میں مٹھا۔ بن بیلن وہ بیلا ہے
کہیں بیربر اکبر شاہ۔ بھہ بھی ایک پھیلا ہے

(برجھی)

ایک اجنبی دیکھو چل شوہی لکڑی لاگا پھل
جو گواہں پہل تو کھاؤ رکبت بیا بیگنٹھ کو جانو

(گلوری پان)

ہری بھری ایک متند نار۔ فرماری کا کرے سنگار

پہن پہن کے جب کاہن آدو - رکبت بیا بیکٹہ کو باوے

آنبہ

ایک پور کہہ کے ان گن چوچی - ہر چوچی میں ہڈی ہوچی
جو چوچی ہو لو کہ سے نیاری - اوس کن کھاویں زرا ڈاری

ڈال

جننا عرض ہوتا ہٹل - ناک نہیں وہ سو گھوٹول
کالی ہے پر کالی ہے - مردوں کی رکھوالی ہے
کے بیر بر رب کا بند - سلپے ہی میں ڈالی ہے

وانہ بیر

من نرم ہیا کٹور کٹکٹا سا ہک سنار - بیر بر میں کہت ہو سبھت نہیں گوار

کشتی

جل جل مایو سا رگڑوں - جل میں ناہیں کو تہا دن
بیر بر کہہ ودا لولون - پتا بتاؤ نہیں چاؤ گلاؤن

لاؤنی

نرگسی تیشہ گھسٹن عمر ہے بالی گھوٹ کراؤ کر جوٹ سوہ ڈالی

چوک

ال پہلی بانگی ادا دار باسن ہو کر کے سول سنگار کھڑی کاسن ہو
جو بن مثال دیدنگ برٹی اسن ہو دل ہے میر عشاق خانا سن ہو
کیا یہیں ہو غنچہ دین بانگی لالی گھوٹ کٹ کی اوٹ کر جوٹ ہنی ڈالی

چوک

اسقہ رتیرے رخساروں پر جو بن ہو جقد زلفک میں جھلک روشن ہو
کیا بدن کی آمد بدن میں نازک بن ہے مخلی غایم شکم کھنکھن ہے

بیربر کا خطاب مصلحتِ الشوریٰ سے ملتا ہوتا

بیربر نے اپنی ظرافتِ لہج کے سبب اور ذنائی اور مزاج شناسی کی حکمت سے اکبر شاہ کے مزاج میں دخل پیدا کر لیا تھا کہ شاہ موصوف کو سوائے اس کے ایک دم ہی آرام نہیں آتا تھا۔ اس واسطے راجہ اور جہا راجہ امر اودنوا میں لاکھوں روپے کے تحفے بھیجتے تھے۔ بادشاہی عنایت اس قدر تھی کہ ہزاروں اور لاکھوں کے جواہر برس بلکہ ہینوں میں عطا ہو جاتے۔ اکبر اسے ایسا محرمِ راز سمجھتا تھا کہ کسی طرح کا پردہ نہ تھا۔ انتہائے آرام کے وقت حرمِ سرا کے اندر ہی بلا لیتے تھے۔ حق پوچھو تو ان کی پیشگوئیوں اور چہلوں کا وہی وقت تھا۔ کہ خلوتِ خاص اور مقامِ بہتے تکلف ہوتا تھا۔ بیربر دین الہی اکبر شاہی میں غل جے اور مریدِ بلا خلاص تھے۔ اور مراتبِ چہارگانہ کی منزلوں میں آگے بڑھ جاتے تھے۔ آخر ہوتے ہوتے سن ۹۹ء میں منصبِ سہ ہزاری اور مصاحبِ الشوریٰ راجہ بیربر کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اکثر لوگوں کا یہ خیال تھا کہ بیربر بی کی مجلس کے سبب شاہ کی طبیعت میں مذہبِ ہند کی طرف میلان پاؤں ہے۔ بیربر کی حقیقت ایک عجیب طبیعت تھی۔ ہر دیکھ کے چمکتے تھے۔ کچھ تیزی فکر کچھ مسخر اپنی سے غرض ہر ایک انتظام میں دخل دیتے تھے بلکہ زبانی جمع خرچ سے سب میزانِ مستوفی ملا دیتے تھے اور جب موقع دیکھتے تو مناسبتِ وقت پر کوئی دہرہ۔ کوئی کبت۔ کوئی لطیفہ کا گلہ رستہ ہی تیار کر کے مجلسِ حاضر کرتے تھے۔

تفریح کی صحبتِ پناہ رنگ کے تھانے یا اور اس قسم کی خلوتیں ہوں۔ تو راجہ اندر ہی تھے۔ وہاں ان کے سوا دوسرے کو کب دخل ہو سکتا تھا۔ ان مجلسوں کا سنگار کہو۔ باتوں کا گرم مصالحو کہو۔ یا کہاں سے کاغذ پرچ

جو سمجھو بجا ہے۔

ٹہاٹ ٹکھی ہوں تو دھاں ہی حاضر بے تلوار جنگ کرتے تھے۔ اور بے توپ۔ تو پخانے اور خاکے اڑاتے تھے سواری شکار کے وقت بھی حاضر تھے۔ باتوں کے وہیں نمک مچ سے کباب تیار کر کے کھلاتے کسی کا خاکہ اڑاتے کسی کو مسخر بناتے۔

بیربر راجہ کے کارنامے دربار کبریٰ میں

جب بیربر لقب صاحبہ انشور کے ممتاز ہوئے اور ہمدان اور بہراؤ اکبر شاہ بن گئے۔ بادشاہ بھی اکثر راجاؤں کے پاس انہیں سفیر کے بھیجتے تھے۔ یہ نہایت زیرک اور دانائے کچھ تو قومی قربت سے۔ کچھ منصب سفارت سے۔ کچھ حکمت عملی سے۔ کچھ اپنے چٹکولوں اور لطیفوں سے گھل بجاتے تھے اور وہ کام نکال لاتے تھے کہ لشکروں سے نکلتے تھے۔ ۹۹۱ھ میں بادشاہ رائے لون کران کے ساتھ راجا ڈونگروپ کے پاس بھیجا۔ راجہ اپنی بیٹی کو حرم سر رائے اکبری میں داخل کیا چاہتا تھا مگر بعض باتوں کے سبب رُکا ہوا تھا۔ انہوں نے جلتے ہی ایسا منتر مارا کہ سب سوج سجا رُجھلا دیئے۔ ہنستے کھینٹے مبارک سلامت کرتے سواری لے آئے۔ پھر ۹۹۲ھ میں بیربر کو راجہ رام چندر رچور یوں کے مہاراج تھے۔ اور بادشاہوں سے کم و ناغ نہیں رکھتے تھے۔ اور جنہوں نے بقول مصنف منتخب التواریخ کے ایک دن میں ایک کروڑ روپیہ میاں تان حسین مشہور کلانوت کو بخش دیئے تھے اور سلطان ابراہیم لودھی کے لئے سارا سامان سلطنت کا ہتیا کر دیا تھا۔ اور کبھی بخشش اور سخاوت کی شہرت اس نام میں بہت کچھ تھی۔ اب تک بادشاہ کے پاس خود

حاضر نہ ہوئے تھے اگرچہ تحفہ تحائف اپنے بیٹے کے ماتھے پہنچو رہے تھے۔ اب جو بادشاہ الہ آباد تھے۔ اور وہاں سے ریوان کا ملک نزدیک تھا۔ اسلئے بادشاہ کو راجہ رام چندر کی یاد آئی تو اس پر فوج بھیج کر جوہر کی کیونکہ باوجود اس بات کے کہ بادشاہ وہ سطر ملاحظہ الہ آباد خود گیا تھا۔ اور تاہم راجہ چندر وہ سطر سلام کے حاضر ہوا تھا بہت غضبناک تھا زین غلام کو کہنے عرض کی کہ کسی مقرب سرسری سلطان کو بھیج دیجئے وہ اس کے ساتھ آجائے گی۔ بادشاہ نے اس عالی دماغ راجہ کی شان شوکت کا خیال کر کے بیرو کر بھیج دیا۔ جب یہ قلعہ باندھوں گے کھدکے نزدیک پہنچے تو راجہ راجہ نے ہار کر ان کی پیشوائی کی۔ اور بہت تواضع اور تپاک سے اپنے دولتانہ میں لے گئے اور پھر ان کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابو الفیض فیضی حاضر تھے رخصت کر کے خدمت میں پیش کیا۔ مادہ تاریخ نکلتا ہے بہت انعام پایا۔

شہر تارخ

منہی اقبال دریں کہندہ دیر غلغلہ انداخت کہ صلح خیر
الہ آباد کا شہر جو تقریباً شاعت دین الہی آباد ہو ا تھا بادشاہ کے
بہت خوش ہوئے۔ دارا خلافہ کی طرف کوچ کا حکم صادر کیا۔ ملک سیر ہری
نے الہ آباد کے شہر کے نئے سگہ کا شعر تصنیف کر کے خدمت میں پیش کیا
جو قبول ہو کر مسکوکہ کرایا گیا۔

شہر کے مضبوطی کے لئے

ہمیشہ چوں رخ رشید و ماہ روشن باد بہ شرق و غرب جاں سگہ الہ آباد

سیر بر کا جاگیر اور خطاب جہد راجہ اکبری سہاگل نا

اس وقت نگر کوٹ کے راجہ جے چند کٹوچ راجپوت تھے وہ خود کبھی دربار میں حاضر نہ ہوتے تھے۔ بادشاہ نے کسی بات پر ناراض ہو کر کانگڑہ فتح کا حکم دیا۔ اور حسین قلی خان کو فرمان بھیجا کہ کانگڑہ پر قبضہ کر کے سیر بر کی جاگیر کر دو۔ اور سیر بر کو خطاب آجہ عطا کر دیا۔ اور ارشاد ہوا کہ سیر بر خود اس مہم میں جاوے۔ جب آجہ سیر بر حکم لیکر لاہور میں گئے تو حسین قلی خان نے امرائے پنجاب کو جمع کیا۔ لشکر اور توپخانے فراہم کئے۔ قلعہ کشائی اور پہاڑ کی چڑھاؤ کے سامان ساتھ لائے اور جنگل کاٹ کر راجپوتوں سے لڑنا بھڑنا قلعہ کانگڑہ تک پہنچا۔ راجہ جے چند کے بیٹے بدھ چند نے قلعہ کساندر سے مقابلہ کیا۔ کچھ عرصہ سے طرفین میں لڑائی ہوتی رہی جب قلعہ فتح ہونے کے قریب آیا۔ تو دفعتاً پنجاب پر آبرہم مرزا ابھی ہو کر چڑھ آیا تھا۔ اسلئے حسین قلی خان نے مصاحبت وقت دیکھ کر صلح کر کے محاصرہ اٹھایا۔ راجہ کانگڑہ نے بھی غنیمت سمجھا۔ اسلئے جو شرطیں حسین قلی خان نے پیش کیں خوشی سے منظور کیں۔ چوتھی شرط پر سپاہدار نے کہا کہ یہ لائٹ راجہ سیر بر کو ہمارے بادشاہ نے مرحمت کی ہے انکے لئے کچھ خاطر خواہ ہونا چاہئے یہہ ہی منظور ہو جو کچھ ہوا اتنا ہوا جس میں تراز و تول فقط پانچ من سونا اور ہزاروں روپے کے عجائب نقائش تحفے بادشاہ کے لٹو یہی راجہ مصوف نے دئے اور اطاعت اکبری منظور کی۔

سیر بر کے نام پر قومی اور مذہبی الزام

نگر کوٹ یا کوٹ کانگڑہ ہندوؤں کا مقدس مقام ہے۔ اس مہم میں زیادہ تر مسلمان تھے مہنوں نے کانگڑہ کے علاقہ میں بڑا ظلم کیا۔ جو الاکہی کا مندر کوٹ

لیا۔ اور وہاں کے بہت پوجاریوں اور برہمنوں کو مار کر جا بجا بے عزت کیا۔ اور اہل ہنود کو سخت تکلیف دی۔ مندر بھی توڑ دیا۔ کئی ایک ہنود عورتوں کی بے رحمی سے چاد عرصت پہاڑ دی۔ اسی سبب کہ راجہ بیربر بھی اس ٹھم میں شریک تھو اپنی قوم کے لوگوں اور قریباً تمام اہل ہنود میں بہت بدنام ہوئے۔ اور سب سے اسکا الزام انہیں کے سر پر تھوپا کہ برہمن اور پیشواؤں سے مذہب ہو کر انہوں نے مسلمانوں سے ایسی خون و خرابی نگر کوٹ کی پاک زمین میں کرائی۔ جس سے راجہ بھی بذات خود بڑے خجل ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اس نئی جاگیر کا پھر نام نہ لیا۔ بلکہ اپنی قدیمی زمین کا نجر علاقہ تبدیل کہند اس کے عوض کچھ حصہ لے لیا۔

مؤلف۔ ایسی سخت و جانکاہی کے مقاموں میں راجہ بیربر کیا کرتے ہوئے کیا وہ اپنی مقدس جگہ اور مندر کا محافظ نہیں کرتے ہوں گے نہیں ہرگز نہیں۔ کاہے کو کرتے اور کیوں کرتے وہ ہی زمین تو اونکو جاگیر میں ملتی تھی۔ عہد ہر کس مصلحت خویش نیکو سے داند

اگر راجہ جی کچھ کرتے ہوں گے۔ یہہ کرتے ہوں گے۔ فعل چلتے ہوئے مسخر اپن کے گھوڑے دوڑاتے ہوں گے۔ قلیوں اور مزدوروں کو گالیاں دیتی ہونگے۔ سپہ سالار اور اس کے حملہ ہنسی ہنسائی کھیلوں سے کہلاتے ہوں گے۔ اگر اپنی مصلحت انکو نہ سوچتی تو کیونکر بدنام اپنی قوم میں ہوتے +

بیربر کی شجاعت اور عسکر

غرض نگر کوٹ کا محاصرہ چھوڑنے کے بعد راجہ بیربر اور حسین قلی خان براہیم مرزا کے تعاقب میں گئے جو انکے آنے کی خبر سنکر لاہور سے بھاگ گیا تھا اور اسکا بہائی مسعود گرفتار ہوا۔ راجہ اور حسین قلی اسکو لیکر بادشاہ کے حضور

میں آئے۔ اکبر نے مسعود کا خطا معاف کر دیا۔ دوسرے برس مرزا ابراہیم کے دوسرے بہائی محمد حسین مرزا نے جو گجرات کا صوبہ تھا فساد کر کے بادشاہی صوبہ دار خان اعظم کو احمد آباد میں گھیر لیا۔ بادشاہ اس کی مدد کے واسطے مدد فاضلان بارگاہ کے باد رفتار و تین سوار ہو کر برق و بجلی کی طرح نویں دن محمد حسین قلی خان اور راجہ بیربر دارالخلافہ سے احمد آباد پہنچے۔ اس محکم میں راجہ بیربر نے اپنے آقائے نامدار کے زیرِ قتل اور حسین قلی خان سپاہیوں نے بڑے بڑے سحر کے کئے۔ جس کے صلہ میں نصیر و تندر شناس نے حسین قلی خان کو خطاب "خان جہان" دیا۔ اور راجہ کو خطاب "صاحبِ ہفت و القلم" کیا۔ حسین قلی خان جو خان جہان سے ملقب ہوا تھا جاگیر بھی دی اور راجہ کے واسطے اپنی مشکوئی دولت محلے کے پاس عہدہ میرانہ محل اور مکان بنوائے تھے۔ جب اجرائی نہیں جا کر رہے تو اس نے بشکرا نہ اس موہیتِ عظیم کے بادشاہ کی ضیافت کے لئے عرض کیا۔ بادشاہ نے منظور فرما کر انکے گھر گئے۔ نفقہ نثار کیا۔ بڑے بڑے مسند ڈالے۔ کوسوں تک پانڈاز بچھائے۔ تحفے بتالیف پیش کئے۔ اور سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔

بیربر کی فیاضی و سخاوت

ع "یار ما ایں دارد و آل نیز ہم"

راجہ بیربر کی طبیعت انصاف کی طرف زیادہ جھک رہی تھی۔ سخاوت اور فیاضی بھی ان کی جبلی عادت تھی۔ فارسی کے کتب تاریخ سے ہی اس بات کا پتہ ملتا ہے کہ وہ اپنی لیاقت اور وسعت کے موافق یکتائے عصر تھے اور ہندی شاعروں میں ان کی خود پرستی اور سجا پوری اب تک اس طرح ضربِ الفضل ہے کہ جس طرح قائم طنی کی فیاضی فارسی اور عربی کتابوں میں

کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک دن میں کیشود اس کبیر کو بھلا دو کبت کے ایک لاکھ روپیہ دیا تھا۔ اطلاق اور اطوار ہی راجہ بیربر کے ہمت اچھے تھے۔ انہوں نے دربار اکبری میں عروج پا کر اپنا اے جنس کے ساتھ سلوک اور احسان کیا اور اچھی اچھی باتوں میں اپنا نام نکالا۔ ہندو مسلمانوں میں اتحاد بڑھایا جس کے سبب دونوں فرقوں کی وحشت جاتی رہی اور ہندوستان میں امن ہو گیا۔ خصوصاً راجہ گاہند کو تو اکبر کی طرف ایسا میلان کر دیا کہ کئی ایک سا جاؤں نے بڑی خوشی سے اپنی بیٹیاں ڈولی میں ڈال کر اکبر شاہی محل میں داخل کر دیں لاکھوں روپے کے زیور جہیز میں پہچاؤں سے ظرافت اور زندہ دلی تو خاص اٹکا حلقہ تھا۔ ان کے لطیفے اور نکتہ ہندوستان کے گاؤں اور شہروں میں لوگوں کو لوگ نہ بان یاد ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی خاص ان کے جج کرنے کی کوشش کرے تو عجب نہیں ہے کہ ایک بڑی کتاب تیار ہو جائے۔ بیربر اپنی خداداد طبیعت اور ظرافت کے سبب مصاحب انشور شاہ اکبر بن گیا تھا +

نورتن دربار اکبری

ملک میں جتنی کسی علم اور کسی فن کے صاحب کمال تھے۔ ہر سمت سے اکبر کی قدر دانی کی زنجیر میں جکڑے چلے آتے تھے۔ اکبر نے بلا خیال قوم مذہب کے ایسے ہی لوگوں کو اپنا مصاحب بنایا۔ اور انہیں سے ایک کو نسل قائم کر کے اس کا نام نورتن اکبری رکھا۔ اور ملکی جنگی انتظام اسی کے ماتحت کر دیا۔ سلک نورتن میں مندرجہ ذیل اخص تھے:-

لقب:- حاتم۔ ملک عرب کے فرقہ بنی ملوک کا سردار اور فیاض جو انگریزوں کے گزرا ہے جبکہ قریب ۱۳ سو برس کے ہوئے ہونگے۔

- (۱) ملک الشعراء علامہ زمان محمد ابو الفیض فیضی ملک الشعراء۔
- (۲) مومنین الدولہ فیخ ابو الفضل براور فیضی۔
- (۳) افلاطون عصر حکیم ہام گیلانی۔
- (۴) جالینوس دوران حکیم مصلح الدین ابو الفتح گیلانی۔
- (۵) میرزا عبدالرحیم پسر میرم خان اتالیق اکبر۔
- (۶) میرزا عبدالعزیز کوکلتاش الملقب بجان عظم۔
- (۷) راجہ ٹوڈرل صدر دیوان میوات۔
- (۸) راجہ مان سنگھ خسر لوہہ اکبر برادر جودہ بائی۔
- (۹) راجہ بیربر الملقب بپصاغت الشور۔

بیربر کے معصوم و امرد راجہ راجہ شاہی

راجہ مان سنگھ۔۔۔۔۔ خسر لوہہ اکبر برادر جودہ بائی۔
 راجہ ٹوڈرل۔۔۔۔۔ صدر دیوان۔
 رائے منوہر لعل۔۔۔۔۔ راجہ کالنجرا۔
 راجہ لون کرن۔۔۔۔۔ راجہ ہندیل کھنڈ۔
 راجہ بھگوان داس۔۔۔۔۔ خسر نور الدین جہانگیر منتظم مملکت شاہی
 مذکورہ صدر ہند و راجوں سے مفصل ذیل دورا ہے بیربر میں اپنے
 عہدہ اور منصب میں بڑھ کر تھے مگر بیربر آفت کے پرکالے نے ان کو
 بھی مطیع فرمان کر رکھا تھا۔ ممکن نہیں ہے کہ بیربر کی فرمائش ہو اور یہ
 قبول نہ کریں۔ یہ دونوں ایسے بہت نامور تھے اور تاریخوں کے اوراق
 ان کے اوصاف سے پُر ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر اپنے ناظرین کو ان کے

خانات سے ہی مطلع کریں۔

راجہ مان سنگھ کی تصویب اور اس کے خط و خال

راجہ مان سنگھ بھگوان واس کا بیٹا اور راجہ بہاڑا اہل کا پوتا تھا۔ جنگا خاندان صد ہا سال سے نسلاً بعد نسل خاندانی راجہ چلے آئے تھے۔ نیکا خاندان بڑا عظیم الشان تھا۔ اور یہ کچھواہ کہلاتا تھا۔ راجپوت اقوام کے راجاؤں میں سے اول ہی اول انہوں نے ترک بادشاہ کی رفاقت میں اپنی ہاڑی مان خیمہ کر دی۔ انکی ریاست کا نام رنبیر تھا۔ اور بہاڑا اہل کو اپنے علاقہ میں پورے اختیار اور اپنی قوم اور ملک پر حاصل تھے۔ راجہ بہاڑا اہل نے ۱۷۹۸ء میں پہلے سال جلوس اکبری میں اکبر شاہ کو مخنون جان قاقشال کی مہم میں جو مقام نازول پر پہنچی بڑی ملک دی۔ اس کے بیٹے راجہ بھگوانداس نے دوسرے سال ۱۷۹۹ء میں اپنی لڑکی جو وہ بہائی اکبر شاہ کے عقد میں دی اور جان نثار کی پوری پوری مثال اپنے ترک بادشاہ کو دکھائی۔ راجہ مان سنگھ اکبر کا رشتہ میں چھو بیٹا تھا۔

یہ سورما اکبر شہر کا بکٹی معرکوں میں شامل رہا۔ ۱۷۹۹ء میں اکبر شاہ کے کجرات کے معرکے میں شامل تھا۔ ۱۸۰۰ء میں شعلہ پور کی مہم بذات خود جاکر فتح کی۔ ۱۸۰۱ء میں اودے پور کی مہم میں بہادری اور دلادوری سے وہ جو ہر دکھائے کہ خود اکبر شاہ بھی دنگ ہو گیا۔ رانا نے اودے پور کے ساتھ اونکا مقابلہ ہوا۔ اوپر تلے کئی وار ہوئے۔ آخر رانا نے طعنے لگا۔ مان سنگھ کے ہاتھ سے زخم کھایا۔ اسی روز سے سپہ سالار فوج اور متعصب ہمت ہزاری سرفراز ہوا۔ ۱۸۰۱ء میں اولیہ کی مہم فتح کی۔ اور پرتاب نے جو اس اولیہ کا راجہ تھا اور اس کو اسکے بیٹے مان سنگھ دیو نے زہر

دیکر مار ڈالا تھا۔ اور خود راجہ بن کر اکبر سے سرکشی کی بیٹے مان سنگھ نے اسکا پورا پورا انتقام کیا۔

۹۳ھ میں راجہ مان سنگھ کی بہن راجہ بھگوان اس کی بیٹی سے شہزادہ سلیم اکبر کے بیٹے کی شادی ہوئی۔ راجہ بھگوان اس نے کئی طویلے گھوڑے، سو ہاتھی، صد ہا لونڈی، غلام باسن تک مرصع و زہرا رنگارنگ اور جواہری بیٹی کے جہیز میں دیا۔

علامہ ابوالفضل اپنے آئین اکبر میں لکھتے ہیں:-

تاریخ عقد نکاح شہزادہ سلیم جہاگیر

دین دنیا رہا رک باو کیں فرزند عقد۔ از بڑے انتظام میں دنیا بستہ اند
دزنگارستان دولت نور چشم شاہ۔ جملہ چوں پردہ ہاؤ وید کیں بستہ اند
اور لکھتے ہیں کہ اکبر خود برات کے ساتھ گیا۔

اور علامہ شیخ ابوالفیض فیضی نے قطعہ تاریخ لکھا:-

قطعہ تاریخ

زہرہ عقد درباش سلطان سلیم کہ بر تو دہ سال امتیذ را
ز پروردن آفتاب دول قرآن شہ ماہ تا سیرا

۹۴ھ

۹۵ھ میں مان سنگھ کی بہن کے گھر لڑکا پیدا ہوا جس کا نام رکھا۔ اور مان سنگھ اسکا اتالیق مقرر ہوا۔

۹۶ھ میں اکبر نے اپنے جشن سالانہ کی تقریب پر اپنے پوتے خسرو باوجود خورو سالی کے پنج ہزاری منصب دیکر اڑیسہ اس کی جاگیر میں دیا۔ اور مان سنگھ راجہ کو اسکا انتظام سپرد ہو کر منصب ہفت پلیدی سپرد فرما دیا۔

راجہ مان سنگھ کے معرکے اور کارنامے لکھنے کے واسطے کئی ورہی اور
کئی روز درکار میں مگر ہم نے مختصر طور پر ایک سرسری نظر مانس کے
عالات پر اپنے ناظرین کو کرا دیا ہے۔ راجہ مان سنگھ کے دو بیٹے جگت سنگھ
اور بہاؤ سنگھ تھے۔ جگت سنگھ اکبر کے عہد میں پنجاب کا صوبہ تھا۔ اور
بہاؤ سنگھ خور و سال تھا۔

غرض اس سیر وئے میں انتقال کیا۔
شیخ ابو الفضل اپنے آئین اکبری میں لکھتے ہیں کہ راجہ مان سنگھ کو اکبر کے
ساتھ بہت اخلاص تھا۔ ایک وز میں نے ان سے تخلیہ میں کہا کہ راجہ تم
کیونکر دین الہی میں داخل نہیں ہوتے ہو تاکہ تمہاری وفاداری اور
اخلاص کا کامل اظہار لوگوں پر ہو جائے جو مان سنگھ نے کہا کہ میں نے
اپنا جان مال آبرو و سب اکبر پر قربان کر دئے ہیں۔ اگر اسپر بھی مجھے لوگ
وفادار نہیں کہتے تو نہ کہیں۔

راجہ ٹوڈر مل صد دیوان کو فو لو کا نظارہ

راجہ ٹوڈر مل ذات کا کھتری اور کوٹ کاٹن تھا۔ ایشیاٹرک
سوسائٹی لندن کے ممبران نے اس کے اصلی وطن کی تحقیقات بہت کچھ
کی مگر یہ قرار پایا کہ موضع کھنڈیوہر علاقہ اودھ کا رہنے والا تھا۔ یہاں
سے بہت کچھ مارا گیا تھا۔ کچھ تعلیم و تربیت پا کر اپنے باپ کی طرح اجتہاد
منشی تھا۔ اہل میں تو آج بظفر خان کی خدمت میں خط وادار تھا اور چوہے
ہوئے منصب اہل میں داخل ہو گیا۔ اس کی طبیعت میں غور قیام کی
پابندی صفائی اور دیانت ایتراوی سے تھی جس کے ساتھ ساتھ
اکبری ملک اس کی رسائی ہو گئی۔ اکبری بیوناٹا میں منشی مقرر ہو گیا۔

رفتہ صدر بیوہات کل مالک ہند ہو گیا۔ ٹوڈرل اپنے ذہن اور پوجا پوجا کی پابندی سے پورا ہندو تھا۔ آئین و تعمیل اور محاسبات ملکہ راجہ میں کسی کی بال بہر ہی رعایت نہ کرتا تھا بہت سو محروں میں نام حاصل کیا تھا۔ سن ۱۵۸۷ء میں دربار سے فرماں ہوا کہ گجرات پر جاؤ اور وہاں کے جمع خراج کا بندہ لست کرو۔

سن ۱۵۸۷ء میں شہنشاہِ ہند کے ہمارے کاب پھار کی فتح کی۔
سن ۱۵۸۷ء میں ہمارے راجہ مان سنگھ بنگالہ کی فوج میں بہت کچھ بندہ لست حاصل وغیرہ کیا۔ سن ۱۵۸۷ء میں سلطان پور کی فوج فتح کی۔ اور سنگھ کے معاملات کا انتظام کیا۔ سن ۱۵۸۷ء میں منصب چار ہزاری اور خطاب راجہ حاصل کر کے مسند وزارت پر بیٹھا۔ اور اپنی لیاقت سے وہ کارنامے نمایاں کئے کہ اکبر شاہ کو بہت خوش کر دیا۔ سن ۱۵۸۷ء میں فاضل فرماں ہوا کہ نورتن اکبر شاہی میں داخل ہو کر مہات مکی میں انتظام کیا کرو۔
عہدۃ الملک کے خطاب سے ممتاز ہوا۔

سن ۱۵۸۷ء میں لاہور کا شہر جاگیر میں ملا منصب ۵ ہزاری پر سرفراز ہوا۔ اسی خوشی اور سرفرازی کی تقریب پر چھہ کا سجدہ بنا کر اپنی جاگیر میں فرماں جاری کرنے لگا۔

سجدہ مقرر راجہ ٹوڈرل صدر دیوان

آنکھ شد کار ہند وار و مختل۔ راجہ راجہاست ٹوڈرل
ٹوڈرل کی عمر کا ٹھیک پتہ معلوم نہیں ہوا۔ ملا پیر مہر بدغشی نے تاریخ لکھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ نے عسکر ہی برکت پائی تھی۔ اخیر عمر میں اپنی جاگیر لاہور میں آئے ہوئے تھے کہ توہننگ محل میں سے حسن اتفاق دیکھ کر راجہ بنگلہ اس اور ٹوڈرل نے ایک سال میں مل جی

مذا صاحب لکھتے ہیں :-

مصنع تاریخ

بگفتا ٹوڈو روہنگو ان مردند

شیخ مصنع الدین ابوالفتح گیلانی جو اکثر راجہ ٹوڈو کے برخلاف رہتے تھے، اور کسی جہ پر راجہ سے بہت ناراض ہو گئے تھے قطعہ ذیل تاریخ انتقال راجہ ٹوڈو کے میں فرماتے ہیں :-

(متعلقہ حال راجہ ٹوڈو کے)

تاریخ انتقال راجہ ٹوڈو کے

ٹوڈو کے ایک ظلمت گرفتہ بود عالم چون رفت سوٹو دوزخ حلقے شدند غورم
تاریخ فتنش را از پیر عقل جسم خوش گفت پیر نادای رفت در جہنم

لطیفہ

ایک دن نواب خاناں نے اکبر بادشاہ کے روبرو ٹوڈو کے پوچھا کہ راجہ صاحب ”مل“ کے کیا معنی ہیں؟ راجہ نے کہا۔ خان صاحب جو معنی ”یگ“ کے ہیں وہی ”مل“ کے ہیں۔ بادشاہ یہ سن کر ہنس پڑا۔ کیونکہ مل اور یگ دونوں لفظوں کے معنی زبان سنسکرت میں غلاطی کے ہیں، سامعین کو جب ان الفاظ کی ماہیت معلوم ہوئی تو مجلس میں ایک بڑا ہنسنہ اڑا۔

بیر کا دہار اکبر شاہی عروج یا ناؤنی نہی تر شین کلنا

آئین اکبری میں شیخ ابوالفضل فرماتے ہیں کہ ۱۵۷۷ء میں جلوس جشن نوروزی

میں بادشاہ نے اپنے خزانہ کا دولت کو ایک ایک درخواست و تجویز جو مفید ملک ہو گیا
 ہو پیش کرنے کے واسطے اجازت دی تھی۔ چنانچہ مضمون الما مہر و مخدّر ہر ایک
 امیر نے اپنی اپنی تجاویز پیش کیں۔ احمد بیربر نے مجرا بجا لاکر یہ شعر پڑھا یہ
 تجویز واسطے مصاحبت ملک فرمایا کہ پیش کی تھی۔

الشعر

بہ دیوان میانہ از خیر و کس کہ باشد ز دیوان بود و درس
 کچھ بے لوگ اور بے نصرت شخاص الیہ مقرر ہو جاویں کہ جو صبح و شام شہر کے
 مظلوموں اور رستم رسیدوں کی تلاش و جست میں جا بجا پھرتے رہیں اور جیسا
 کچھ انکا حال معلوم ہو راست راست بلا کم و کاست بغیر آمیزش طبع نفسانی و
 و اغراض انسانی کے و ربانہ عالی میں عرض کیا کریں۔ بادشاہ نے انکی تجویز
 پسند فرمائی اور یہ کام انہیں کے تعلق کر دیا اور اس کے دو برس بعد ۱۱۹۱ھ
 میں کل اختیارات ان کو بخش دیئے گئے۔

الشعر

خدا ترسی را بر رعیت نگار۔ کہ مہار ملک است بر میر نگار
 قاسم علی خان حکیم جام اور شمشیر خان کو تو ال کو اکبر شاہ نے بیربر کی امداد کے
 واسطے مقرر کیا۔ اور یہ حکم دیا کہ سو گند اور گواہ کے اوپر سی اکتفانہ کریں بلکہ اپنی
 عقل اور تجربہ کاری سے ہی کام لیں۔ اور مقدمات کی گد و کاوش میں کہی
 سستی اور تغافل روا نہ رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی مظلوم آفت رسیدگی اور سی
 نہ ہو۔

بیربر کی مصاحبت ملکی مالی میں کا دین

اکبر شاہ کے عہد سلطنت میں جو ۱۵۵۶ء سے ۱۵۸۵ء تک ہی صرف ایک

نقطہ اور بے انتظامی کی شکایت ہوئی چنانچہ بادشاہ نے حسب التجویز راجہ اور شیخ ابو الفضل کے ذیل کی اصلاحیں نکالیں۔

مختلف اشیاء جو مہات سلطنت میں اجڑے ضروری بلکہ ہمیشہ کاروبار کے لئے لازمی اوزار ہوتے ہیں۔ وقت پر تیار نہیں ملتیں۔ ایسے اوزار میں حکم دیا کہ ایک ایک کی حفاظت اور ترقی اور عمدہ اقسام کا بہم پہنچانا ایک ایک امیر کے ذمہ ہو۔ اس سپردگی میں مناسبت حال بلکہ نظافت کا گرم مصالحو اور نمک ہی چھڑکا۔

مولف نے اہ اکبر شاہ تیری ملاحیں تیس کے افلاق تیری منساری اور رعیت پر پوری۔ مگر افسوس ہے کہ غیر از تیری نام نیک کے اور کچھ صنوبری پر باقی نہ رہیگا۔

مولف

بیک گردش جہنم نیلوزی۔ مذاکبر بجا ماند دئے اکبری
ذیل کی فہرست سے سب کچھ مگر مختصر طور پر واضح ہو جائے گا۔

فہرست

مومن الدولہ شیخ ابو الفضل مراسلہ نویسی و انتظام منشیات۔
عمدۃ الملک ابراہیم ڈول ماتہی اور نکلہ سب قسم کا کچا سب بالکل دار۔
مرزا یوسف خان بادی خان عظم اونٹ کے نگہداشت۔
شریف خان عظم خان کے بچے بھیڑ بکری۔
قاسم خان میر بجری جڑی بوٹیاں۔ نباتات اور دیات۔
مسیح الدین ابو الفتح گیلانی مسکرات و معالجات شہزادگان۔
علیم حام برادر ابو الفتح معالجات خاندان شاہی و بیگمات۔

علامہ ابوالفیض فیضی تصنیفات و علمی عجائبات -

راجہ پیر برصاحب انشور گائے بہنیں وغیرہ -

میرزا عزیز کوکلتاش پغینہ

مولف :- موصوفہ المذکر دوامیروں کو تو خوب ہی انتظام سپرد کیا۔ آفرین اکبر شاہ کی ہوشیاری پر ہے۔ میرزا موصوف کی داڑھی بہت لمبی تھی۔ اچھی خدمت سپرد کی اور تیر بر بہن تھے انکو گوالا بنادیا۔

بیر کی علم موسیقی میں محارت

بیر تیر ہر فن میں یتا تھے۔ اہل علم کی مجلسوں میں بیٹھ کر تو خاوری ہی سیکھ لی تھی۔ اور کبت وغیرہ کہتے کہتے راگ رنگ کے جلعے اڑاتے اڑاتے علم موسیقی میں بھی کامل بن گئے تھے۔ مذکی ایسے تھے کہ جوابات یا معان سے کہو بیٹا پیٹ سمجھ لینا۔ جو راگ راگنی ان کے سامنے کہاؤ فوراً اسکا مقام تان وغیرہ جان لینا۔ یہاں تان سین مشہور ہو گئی تھی اسی عہد میں تھے۔ بیر برکی اکثر ان سے رفاقت تھی +

حکایت

شعر

عالی اور اسنجن سخت بدنام کان شمع - اس ہمہ چرب بانی بزکبا سے ارد
ایک دن راجہ بیر اور میاں تان سین دونوں اپنے اپنے فن کی تعریف کرتے
تھے اکبر شاہ نے کہا۔ یوں تو ہم مانتے نہیں تم کسی منصف اور بے غرض شخص
سے انصاف کراؤ۔ بیر جو بولا کہ آپ حکم دیں جس کے پاس جاویں۔ بادشاہ نے
کہا رانا پرتاب سنگھ ہم سے کچھ عرض نہیں رکھتا ہے تم اس سے فیصلہ کراؤ۔
کہ کون اپنے فن میں رکھتا ہے پس دونوں فرمان شاہی لئے کہ رانا موصوف کے

پاس گھر۔ حق پوچھو تو میاں تان سین۔ فرد روز گار تہا کہاں پیر کہاں وہ۔
 تان سین نے جاستے ہی گانا بجانا شروع کر دیا۔ اور بیربر جو فغا اور محل کے منتظر
 رہے۔ جب تک ٹی بات نہ ہو تو اس میں اپنی علم مجلسی کے جو ہر دکھلا دیں۔
 آخر جب بیربر نے دیکھا کہ تان سین تو رانا کو رجا کر میدان جیت لیگا۔ تو
 ایک دن اس کے روبرو راجہ سے کہا کہ جب ہم بادشاہ کے پاس رخصت ہو کر
 اجیر میں پہنچیں۔ تو میں نے تو یہ شکر جی میں جا کر بیچ مال کی جو میں رانا جی کے
 دربار سے سرفرد ہو کر آؤں گا تو ایک سو گائیں پن کر دوں گا۔ اور ان میاں جی
 نے درگاہ میں جا کر یہ منت مانی کہ جو رانا جی بھہکا اچھا لکھ دیں گے تو ایک سو
 گایوں کی قربانی دوں گا۔ اب ان ایک سو گائیوں کا مرنا جینا آپ کے اختیار میں
 ہے۔ اگر گائیں مروانی ہیں تو میاں تان سین کو اچھا لکھ دیجئے۔ اور زندہ کہنا
 چاہو تو مجھ کو سزا عنائت کیجئے۔

رانا جی نے بہہ سنتے ہی بہت تامل کیا اور صلیحت اس میں دیکھی کہ بیربر بہن
 ہے۔ فوراً بادشاہ کو لکھ دیا کہ بیربر اپنے فن میں استاد ہے میاں تان سین
 بیچارے سمجھ دیکھتے رہ گئے۔ ہٹ میری چالاکی کی ستیا ناس۔

بیربر کی جاگ شہر عدم آباد کا نقشہ

افغانوں کا ملک سواد اور باجوڑ کا علاقہ تشارکے مغرب میں ہے۔ اس کی
 خاک رنج اور بارادور ہے۔ آب ہوا اعتدال اور موسم کی سردی اس پر اضافہ۔
 شمال میں ہندو کش پہاڑ مغرب میں کوہ سلیمان۔ جنوب میں خیبر کی پہاڑیاں
 یہاں کے تھار اور ولور افغان بروری کہلاتے ہیں۔ ملک کی حالت نے
 انہیں سرخو ر بنا کر اپنی قوموں میں ممتاز کیا ہے۔

طلاقہ کو دیں بہت دوسے در تنگ وادی ہیں۔ ہوا کی لطافت زمین

کی سرسبزی پانی کی روانی میں کشمیر جنتِ نظیر کو جواب دیتی ہیں۔ جن کے گرد
اونچے اونچے پہاڑ ہیں یا گہنے گہنے جنگلوں میں جا کر غائب ہو جاتی ہیں۔ یہ
کوہستان ایسا بے ڈھنگہ ہے کہ جن لوگوں نے ادھر کے سفر کئے ہیں۔ وہی
وہاں کی تکالیف سے واقف ہیں۔ سدا واقفوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔

شہرِ عدم آباد کا جھنڈہ

جب پہاڑ میں داخل ہوتے ہیں تو پہلے زمین تھوڑی تھوڑی چڑھتی رہتی
معلوم ہوتی ہے پھر دُور سے ابر ساد کہاں سے دیتا ہے کہ ہمارے مین یسار
تک برابر چہا یا ہوا ہے اور اُمتا چلا آتا ہے۔ جوں جوں آگے بڑھتے چلے
جاؤ چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی قطاریں نمودار ہوتی ہیں۔ ان کے پیچ میں
گہس کر آگے بڑھتے ہو تو ان سے اونچی اونچی پہاڑیاں شروع ہوئیں۔ ایک
سلسلہ کو چلتے چلتے قطع کیا۔ تھوڑی دُور چڑھتا ہوا میدان اور پھر وہی قطار
آگئی۔ یا تو دو پہاڑ پیچ میں سے بچے ہوئے ہیں (جسکو درہ کہتے ہیں) ان کے
پیچ سے نکلنا پڑتا ہے۔ یا کسی پہاڑ کی کمر سے چڑھتی ہوئی اوپر ہو کر پار آگئی
چڑھائی اور اترائی میں اور پہاڑوں کی دھاروں پر دووں طرف گہرے
گہرے گڑھے نظر آتے ہیں کہ دیکھو کو دل نہیں چاہتا۔ خدا پاؤں پہلا
اور گرا نیچے تختِ خری ہے نکلنا مشکل ہے کہیں میدان آکا کہیں جس طرح
چڑھے تھے اسی طرح اترنا پڑتا ہے۔ رستے میں جا بجا دے آتے ہیں مشتاک
اور سنسان پہاڑ ملاقات کرتے ہیں۔ اور ان دروں کے اندر کو سول تک
یہ افغان بچے بستے ہیں۔ جہاں کسی ناواقف کو مال معلوم نہیں پہاڑوں
پر چھوٹے اور بڑے درخت ہیں۔ انہیں بائیں پانی کے چشمے پھر دروں
سے پھوٹ نکلتے ہیں۔ زمین کہیں تندی کہیں نالا ہو کر جھتے ہیں۔ پل اور

کشتیوں کے بغیر آ پار جانا مشکل ہے۔ افغان جو اس داوی کے بادشاہ ہیں۔
دُنوں اورادوتوں کی بنیم کی شطرنجیاں تمام روز مجنتے ہیں۔ پہاڑوں میں کہیں
انکا خیمہ لگا ہوتا ہے۔ کہیں دامن کوہ میں کوٹھے کو ٹپڑیاں نظر آتی ہیں۔ اپنی
اپنی کہیتی باڑی کرتے اور جنگلی میوے کھاتے پیتے ہیں۔ پنیر۔ دودھ۔ دہی گھی
خشک میوے ان کے اسٹاک میں ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

عدم آباد کے باشندے اور ان کے طریق

جب کوئی دشمن غیر قوم و علاقہ ان پر حملہ کرتا ہے تو سامنے ہو کر مقابلہ کرتے
ہیں۔ ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ کر قلعہ بجاتے ہیں۔ جہاں جہاں تک آواز پہنچو
ہر شخص کو پہنچا واجب ہو۔ دو دو تین تین وقت کا کھانا گھر سے باندھتے اور
تہیاریں لگاتے موجود ہوتے ہیں۔ جب مقابلہ ہوتا ہے تو افغان نہایت بہادری
سے لڑتے ہیں۔ جب مارا کرتے ہیں تو توپوں پر آن پڑتے ہیں۔ خدا تہمیر
برکت دے۔ آفرین تمہارے ننگ ناموس پر ہے کہ ابوالفضل جیسے حق
شناس نے تمہاری جرأت اور دلیری میں اپنا عرصہ برباد کر دیا۔
اور ورق سیاہ کئے ہیں۔

عدم آباد کے باشندوں کا سرکشی کرنا

پچھان کچھ عرصے سے تیراہ۔ نگش۔ دوقبیلہ۔ سواد او بنیر میں جا بجا فساد
کرتے پھرتے تھے۔ کابل کا راستہ اور کنارہ ان کے لے کر پشاور کا علاقہ ان کی
لوٹ مار سے آبادیوں کو دیران کرتے تھے۔ بادشاہی حاکم فوجیں بیکرد و لڑتے
تو وہ سینہ زوری سے سر ٹوڑ کر مقابلہ کرتے۔ پھر پہاڑوں میں گھس جاتے۔
اکبر نے زمین خان کو کلتاش کو چند امراء کے ساتھ فوجیں دیکر روانہ کیا مگر انکی

جمیعت اور طاقت بڑھی ہوئی تھی۔ اسلئے بار بار لشکر بھیجا پڑتا تھا۔ اور جو فوج جاتی انکی سرکوبی کے واسطے کافی نہ ہوتی تھی +

بیر کی عدم آبادی کے باغی باشندوں کی ملوثی
اور انکی سرکشی فرو کرنے کی سطور روانہ ہونا

بادشاہ اس فتنہ بہت متفکر تھے کہ اب کس کی افسری میں فوج بھیجی جائے جو ایسی کڑھبا و روڈوار گذار گھاٹیوں میں لشکر کو بیٹھے اور پیچیدہ صورتوں کو جو وہاں پیش آئیں سلیقہ کے ساتھ نبھالے۔ ابو الفضل نے درخواست کی کہ فدوی کو اجازت ہو۔ اگرچہ میں شرفِ حضور کی کو دلوں جہان کی بزرگی سے بہتر سمجھتا ہوں مگر جو حضور کی نظر سے دور اور غائب رہے کہ کوئی شرط خدمت اور جان نشاری کی بجالاً تو عوامِ اناس میں میرا ہی حاضری اور باطنی اخلاص ثابت اور راسخ ہو جاوے۔ بیر پر بھی موقعہ پر موجود تھے۔ انہوں نے یہی فہمیدل اور نام آدروں کی فہرست میں نام درج کرنے کی لایح سے ادب بجالا کر عرض کی کہ غلام کی خدمت قبول ہو۔ بادشاہ نے قرعہ ڈالا۔ موت کے فرشتہ نے بیر کا نام سامنے دکھایا۔ اس کے چٹکوں اور یطیعوں سے بادشاہ بہت خوش ہوتے تھے۔ اور ایک مہر ہی جدائی گواہ نہ تھی۔ خدا نے کیا سبب کیا ہر چیز میں نہیں چاہتا تھا مگر مجبوراً اجازت دی

میرزا
”چوں قضا آید طیب بلہ شود“

اور حکم کیا کہ خاصہ کا تو بخانہ بھی ساتھ چلے۔ سالنِ سفر و خیمہ و خرگاہ سب ہتیا کر یا بیر پر جب خدمت ہونے لگا تو اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ بیر پر جلدی آنا۔ بہت سی غیبِ فراز باتیں سمجھائیں اور دلیلیں کیا۔

راجہ نے سوا اور نمبر کے پہاڑوں میں پہنچ کر افغانوں کو سخت سزا دی
 جو مطیع ہوا اس کو امان دیا جس نے مقابلہ کیا اس کے غار وجود کو نوک
 شمشیر سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ افغانوں کے پاس صرف درکار کی ایک گپائی
 باقی رہ گئی۔ اس کے فتح کرنے کے واسطے زین خان نے بادشاہ سے اور فوج
 منگوائی کیونکہ راجہ زین خان سپہ سالار کے ایک بڑا لشکر حکیم مسیح الدین
 ابو الفتح گیلانی کو دیکر پہنچا حکیم جو وہاں پہنچا تو اس کی اور راجہ کی بھی نہیں
 بنی۔ اور یہ تینوں (زین خان۔ سیر اور حکیم) ایک جگہ جمع ہوئے تو بد قسمتی
 سے اور کام میں تین تیرہ ہو گیا۔ سفر اور حضر میں ہر روز راجہ اور حکیم کی
 نوک چوک ہو جاتی تھی اور جب دشمنوں سے مقابلہ ہوا تب ہی حال
 رہا۔ عرض راجہ اور حکیم جو پہلے دربار اکبری میں ایک دوسرے کے غائبی دوست
 تھے۔ اب برعکس اس کے سخت دشمن ہو گئے۔ زین خان اکثر ان دونوں کو
 آشتی کرتا رہا۔ ایسی ایسی کج بخشیوں اور بد عملیوں سے نہ فوج کی روانگی تک
 کے ساتھ ہوتی تھی اور نہ کوئی اس جھگ کے انجام دینے کو دل نباد ہوتا تھا۔
 راجہ اور حکیم خود راہی سے اہ نوردی کرتے تھے۔ زین خان ہر خیال سے کہ
 یہہ دونوں یہی مصاحب خاص بادشاہ کے ہیں انکو زیادہ نہیں دباتا
 تھا۔ آخر اس باہمی کدورت کا یہ نتیجہ ہوا کہ پٹانوں نے پہاڑوں کی تنگ
 گھاٹیوں میں راستہ روک لیا۔ صندوق خزانہ اور سامان بار برداری
 سب لوٹ لیا۔ زین خان بہت پریشان تھا کہ کیونکر اس الجھی ہوئی
 بازی شطرنج کو جسکو بساط ہی نا اتفاقی کے طریقہ میں جینی تھی درستی لاپرو
 اور خود اپنی جان مارنے میں کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ مگر بے وقت کے کوچ
 اور فوج کی بجا اتفاقی سے کوئی کام نہیں بنتا تھا۔ ہر روز لشکر کے آغوش
 ضائع ہوتے تھے سامان لوٹا جاتا تھا۔ پٹان چاروں طرف سے تنگ کرتے

تھے۔ ناظرین آج کو تو پٹھانوں کے ملک اور نقشہ جنگ پہلے ہی بتا دیا ہے جس سے خوب معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسے ایسے تنگ دروں میں لشکر اکبر کا کیا حال ہوا ہو گا۔ مگر جو سردار لڑائی جھگڑا ناموس اور عزت اور تہا نہوں نے میدان نہیں چھوڑا تھا۔ وہ صرف جگر ثابت قدمی سے دشمنوں کے ساتھ لڑے اور کام آئے۔ پٹھانوں نے خزانہ استعد روٹا کہ کالا مال ہو گئے۔

بیربر کا عدم آبادی کر کے شہر و شاہ میں اپنا خیمہ لگانا

(افسوس)

ہر کرار پرور گیتی عاقبتِ خیرت۔ حال آں فرزندِ چوں شد کہ شہرِ دوست

جب بادشاہی فوج کھل کر آکر کے نیچے پہنچی تو ایک شخص نے راجہ بیربر کو یہ خبر دی کہ پٹھان آج کی شب بخون کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر اس تنگ درے سے کرہ کا طول تین چار میل سے زیادہ نہیں ہے دن دو گھنٹے عبور ہو جائے تو پھر کچھ نشوونما نہ رہے۔ اس وقت چراغِ شمس بجھنے پر تھا۔ بیربر نے بلا مشورہ زین خان و حکیم ابو الفتح کے کوجہ کے درے سے گزرنے کا ارادہ کیا۔ پس لشکر بھی لٹکے پیچھے ہو گیا۔ شام کے وقت ایک تنگ گھاٹی میں پہنچے۔ پٹھانوں نے موقع دیکھ کر شغل ہو کر دلع کے پہاڑوں پر سے مشورہ کر کے تیر اور پتھر پھینکنے شروع کئے۔ فوج راہبند کی تنگی اور تاریکی سے راہ بھول گئی اور جا بجا غاروں اور گھاٹیوں میں لڑی گئی۔ جو ایک دم بھڑا پھر نہیں تھا۔ بہت سا نقصان جان و مال ہوا۔ قریب چھ ہزار آدمی کے مار گیا۔ بیربر کی جان ہی اس ٹہم کے بہیشت ہوئی۔ راجہ بیربر کا تیسریں شیخ چند وغیرہ سب قتل ہوئے۔

حکیم ابو الفتح اور زین خان کو کہ سپہ سالار نے شکل سے جان بچائی اور ایک میں آن کر دم لیا۔

آخر گل اپنی خاک مسکینہ ہوئی۔ پیچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا
مصاحب الشہر بیربر کی پستی پیری اور اس کے نام پر

تاریخی الزام

کسے لاکہ برگشتہ شد روزگار ہماں آں گنگش ناید بکار
بعض مسلمان مورخ راجہ بیربر کے اوپر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اس نے محمد بن ابی بکر
کا باعث ہاجہ تیر بر تھا۔ لہذا جہاں ہماری حکیم ابو الفتح اور زین خان کو کہ سے شکایت
نہرو صاحبہ اور اس خصوصیت کے گھمنے سے تھا جو اس کا کہ فرماہ کے ساتھ
ہی نہ زین خان کو کہ بادشاہ کا دودھ بھائی اور منصب میں بھی زیادہ
اور عمدہ اُمروں میں تھا۔ اور ہاجہ کا منصب سہ ہزاری تھا پس جو کچھ نتیجہ
اس کو ملا وہ گویا شہرہ اس کی ناشکری کا تھا۔ اور حقیقت یہ حالات کچھ واقعی ہی
معلوم ہوتے ہیں۔ اور بلکہ تعجب آتا ہے کہ بیربر سا ہوشیار آدمی جو کان عقل اور
ظرافت کا پتلا تھا ایسی غلطی کرے کہ اپنے ہمعصروں سے بڑھ جائے۔ اور باہم
لاف و گزاف تک ثوبت پہنچ جائے۔ اور جب کا حاصل بدنامی کا ہو تو جب کا فائدہ
قضا و قدر کی زیر نگینوں کو دیکھتے ہیں تو اس کا کچھ عالم ہی نہ الا اور عجیبہ نظر آتا
ہے جس کا مد و حسانتیں اور نہ ہم قیاس میں آتا ہو جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔
”اذا اراد اللہ شیئاً فھو الباقی“

بلکہ بڑے بڑے حکیموں اور فیلسوفوں کی عقل سرگرداں ہو جاتی ہو اور مشیت ایزدی
اشخاص فی عقل کو نادان محض بنا کر اپنا کرشمہ قدرت کہا دیتی ہو۔ بیربر کی اتنا ہی
اور ظرافت وہیں تک تھی کہ جہاں تک اس کی قسمت اچھی تھی۔ اور جب نحوست کو دن

نہ نہادند عالم کو کچھ کرنا چاہتا ہے۔ اس کا ایسا ہی بنا دیتا ہے۔

آئے اور راجہ کے سر پر قضا سوار ہوئی۔ اور ان سے وہ اعمال محمود میں آئے جو خلاف ان کی طبیعت صالح عمل کے تھے۔

”وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ“

مصاحب الشوہر کے مرنے پر اکبر شاہ کا ماتم کرنا

جب بادشاہ کو بیربر کے مرنے کی خبر پہنچی غاطر قدسی پر اس قدر باغرم ہوا کہ گویا ابتداً جلوس سے اجکٹ ہوا تھا ورنہ دن معمولی سرور نہ کیا بلکہ کہا ناگہان کہ کیا اور بہت پریشان تھے اور کہتے تھے افسوس اس کی لاش اس تنگ گہائی سے کسی نے باہر نہ نکالی ہوگی۔ اسے کفن ہی نصیب ہوا ورنہ نیا کی تمام قیدیوں کو آزاد تھا خوب ہوا کہ آزاد و مراد مریم مکانی (والدہ شاہ نے) بہت بھجایا۔ آپکا دل غم و غصہ میں آگیا ہو گیا تھا اور بار بار یہ شعر زبان پر تھے۔

اشعار حسرت شعراء منکلام اکبر شاہ

بختے نہ کہ یاد دست در اویزم من بہ دستے نہ کہ باقضا در اویزم من
صبرے نہ کہ از عشق پر بہیزم من + پاسے نہ کہ از میانہ بگریزم من
بادشاہ نے خاصہ منگایا اور یہ عہد عوم کیا کہ خود ان پہاڑوں میں عورتوں کو قتل کریں اور اپنے ہاتھ سے تیر بہر مصاحب الشوہر کا انتقام لیں مگر نیر خواہوں جانے نہ دیا۔ زین خان مسیحا لارا و حکیم وغیرہ امرا ہلام سے محروم کئے گئے لاش کی پڑی تلاش رہی مگر افسوس کہ وہ نہ پائی گئی۔

خوب ہوا

آخر گل اینی خاک دیکھد ہوا پہنچی وہیں خیر کہاں کا خیر تھا
بیربر کے مرنے پر اکبر شاہ کی اس قدر بے قراری دیکھ کر لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایسے عالم

لے جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ خدا نہیں چاہتا

یائے عالم۔ تجربہ کار بہادر امراء و مارکان دولت موجود تھے اور اکثر انہیں سے ان کے سامنے ہی مرتے تھے مگر یہ کیا سبب تھا کہ بیربر کے برابر کسی کے مرنے کا رنج نہیں ہوا۔ اہل تاریخ لکھتی ہیں کہ یہ امر کچھ غور طلب نہیں۔ اگرچہ بیربر کا منصب سہ ہزاری تھا لیکن عنایت اس قدر تھی کہ ہزاروں بچے کے جواہر مہینوں میں عطا ہو جاتے۔ معاصرت الشور کا خطاب میں داخل نہ تھا۔ کب اُسے کا لقب تھا۔ دین اکبر شاہی میں داخل ہے۔ اور مرید باقلاص تھے۔ اور مراتب چارگانہ کی منزلوں میں سب آگے دوڑے جاتے تھے۔ بیربر ایسے تھے کہ کچھ جانیں خواہ نہ جانیں۔ دخل در عقولات کرنے کو مستعد تھے۔ اس نے بین الہی میں وہ تقلیدیں کی تھیں کہ وہ غلیف بن گئے تھے۔ اکبر اُسے ایسا محرم راز سمجھتا تھا کہ کسی طرح کا پردہ نہ تھا۔ انتہائے آرام کے وقت حرم سرا کے اندر ہی بلالیتو تھے۔ اور حق پوچھ تو ان کے چٹکوں اور لطیفہ گوئی کا وہی وقت تھا کہ غلوت خاص اور مقام بے تکلف ہوتا تھا۔ جو لوگ اور امراء و افغانوں کی مہم پر بیربر کو مقرر کیا ابھی اور چند روز سلام سے محروم رہے تھے انکی خطائیں معاف کر دیں۔ بیربر کے مرنے کے مراسلات اکثر اپنے دست مبارک سے لکھ کر کئی صوبوں کو بھیجے۔ دیکھو انشاءے ابوالفضل دفتر اول غرض ہر وقت اور ہر آن ہر ساعت بیربر کی یاد رہتی تھی کسی میر نے (۸) کے تخریج سے تاریخ وفات بھی لکھی۔

قطعہ تاریخ سال انتقال حبیب الشوراجہ بیربر

راجہ بیربر چورازت از دنیا سوئے عقیلی و جہت در نیارفت
جوہر از بک عالی بود در جوار ملک تعالیٰ رفت
عاقلیات حال تارخش گوہر بے بہار از دنیا رفت

راجہ بیر بر کا مکر دوبارہ زندہ ہوجانا

یا وفایا خبر وصل تو یا مگر قیب باز پر چرخ از یک دوسہ کاری مکنبد

لوگ مانتے تھے کہ بیر بر آٹھ بھر بادشاہ کا دل بہلا دیا ہے۔ اب اس کے مرنے سے ایسا بے تاب اور بیقرار دیکھا تو رنگارنگ کی خبریں لانے لگے۔ کوئی جاتری آتا اور کہتا کہ میں جو لاکھی سے آتا ہوں ہم نے خود دیکھا کہ بیر بر جو گلیوں کے ایک غول میں چلا جاتا تھا۔

کوئی کہتا تھا کہ سناسیوں کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ بادشاہ کے دل کی بیقراری اس صنف و استان پر حافیہ لگا کر ہر بات کی تصدیق کرتی تھی اور خود کہتی تھی کہ وہ علانیہ دنیا سے الگ تھا اور غیرت والا ہے۔ تعجب کیا ہے شکست کہم کی شرمندگی سے فقیر ہو کر نکل گیا۔ درباری امراد ہوا خواہ کچھ اور نمک پرچ اسپر زیادہ کرتے تھے۔

لاہور میں روزنی ہوائی اڑتی تھی۔ آخر یہاں تک ہوا کہ بادشاہ نے ایک آدمی کا نگڑہ بھیجا کہ بیر بر کو ڈھونڈ کر لاؤ۔ دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ اس کی زندگی کا ڈھکوسلا اور بادشاہ کا اسپر یقین ایسا مشہور ہوا کہ جا بجا چرچا ہو گیا۔ یہاں تک خواہ ہوا وہ اڑی کہ کاجر جو بیر بر کی جاگیر تھی وہاں کے لوگوں کی عرضیاں آئیں کہ یہاں تھا۔ ایک برہمن اس کو پھلے سے خوب بٹاتا تھا اس نے تیل ملنے میں خط و خال پہنائے اور یہاں ضرور ہے مگر کہیں چھپا ہوا ہے حضور سے فوراً روڑی کے نام احکام جاری ہوئے۔ اس احمق نے ایک مسافر کو بہ تعلیم اگر شاہ بیر بر لکھتا تھا۔ اب جو فرمان پہنچا اور تحقیق کیا تو سمجھا کہ دربار میں سخت زیادت ہوگی۔ بلکہ عزت و حرمت تو کڑی کا خطر ہے۔ اس نے حجام کو تو بھیج دیا اور بے گناہ مسافر کو شرم کے مارے ہوا ڈالا۔ اور جو اب میں عرض کر دی کہ یہاں تھا تو ہسی مگر قضا نے اسکو زمیں بوس خواہ

کی سعادت سے محروم رہتا۔
 و بار میں دوبارہ ماتم پرسی ہوئی۔ پھر مرنے کی سوگاریاں ہوئیں کہ روتی
 اور نوکروں کے اس مجرم میں طلب ہوئے کہ حضور کو کیوں نہ خبر کی آخر ہزاروں
 مصیبت کے بعد غلامی ہوئی غرض مسخرے اور ظریف کے مرگ اور سوگ ہی
 ایسے ہی ہو جیسا کہ وہ خود تھا۔

راجہ سید بہر کے مالک کے موتی

راجہ کی اولاد ذکور اناث کا پورا پورا حال کسی کتاب و تاریخ سے نہ ملا۔ بہت
 کتابوں کو اور اوراق الٹ پلٹ کئے۔ بہت سی زبانوں روایتیں کی تصدیق بھی نہ
 اور دوسروں سے کراہیں۔ آخر قبائل نامہ جہانگیر میں انکی اولاد ذکر میں سے
 صرف وہ بیٹوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔

ایک بیٹے کا نام بہر رائے تھا۔ راجہ اور راجاؤں کی ملاقات غنیمت
 بادشاہی بجا لاتا تھا۔ بیٹے کا نام لالہ تھا۔ وہ بھی ضرور بار رہتا تھا۔ مگر نہ
 سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت فیاض تھا۔ اور فضول خرچ بھی تھا۔ لالہ
 میں استغفار دیا۔ اور بادشاہ نے پوچھا کہ سبب کیا۔ عرض کیا کہ ہابلی اسکون
 کی یاد کیا کروں گا۔ اور باقی عہد کنارہ گنگا جی پر گزاردیگا۔ بادشاہ نے عرض منظور
 کی۔ اقبال نامہ جہانگیری میں دریافت ہوتا ہے کہ لالہ بادشاہ کی نوکری سے
 استغفار دیکر الہ آباد میں شاہزادہ سلیم کے پاس نوکر ہو گیا تھا۔

بہر رائے بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ بادشاہ اس سے بہت
 اچھا سلوک کیا کرتے تھے۔ لالہ عہد میں اگر وہ دکن کو واپس لانے شاہزادہ
 دانیال کے ہمراہ تھا۔ بہر رائے ہی اپنے باپ بہر کے طبع زندہ دل تھے۔ شاہزادہ
 دانیال بھی ان سے بہت خوش تھا۔ اور انکو پیر پڑانی کہا کرتے تھے۔ اور معزز
 عہدہ دیدیا تھا۔ راجہ میں ہر وقت حاضر رہتے تھے۔

بیربر ایک لسانِ حریفِ مجلس کا فوٹو

علامہ ازیں بیربر کے ان ہم عصر ملک جنکا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں علیہما السلام
ابو المذاق سرتاج ظرفا ابو الحسن ملا دو پیازہ دامہ شہرتہ بھی سدا کے رتن
اکبر شاہی کی تسبیح کا محراب تھا اس طریف اور بیربر کے باہم عجیب طرح کی چھیڑ
چھاڑ رہی تھی۔ ابو المذاق نہایت فکی اور تیز فہم آدمی تھا وہ نہایت سوجھ بوجھ بات
کرتا تھا۔ اسکی ہر بات تناقضات اور مذاق سے بھری ہوتی تھی ملا وہ اسکو طرازیوں کا ناچ
تھا۔ ملا بیربر کی بڑی خبر لیا کرتا تھا بعض وقت بادشاہ سے بھی نہ چوکتا تھا۔
میشتر ازیں کہ ہم ملا اور بیربر کی باہمی مضحکات و لطایف بات اپنی ناظرین کو
سنائیں۔ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملا صاحب کی بہت مختصر لائف سے انکو وقف
کریں مگر یاد رہے کہ ہم ملا صاحب صرف الف۔ با۔ ناظرین کو سنائیں گے بلکہ اس سے
بڑھ کر تا۔ ثا۔ جا۔ نک نہیں لکھیں گے۔ اگر وہ اسکو پورے نظارے کے مشتاق ہو گئے
تو انکے واسطے علیحدہ فوٹو جو ہمارا اپنا کپی ہوا موجود ہو دیکھ لیں گے۔

ابو الحسن ملا دو پیازہ صاحب کے حالات و مقامات پر

ایک دوسری نظر

ملا صاحب موضع طائف ملک عرب کے شہر میں پیدا ہوتا تھا باپ کا نام ابو الحجاز
تھا۔ دادا صاحب کا اسم شریف شیخ احمد فضل تھا۔ ابو الحسن بہت دو قلمند اور
آسودہ حال اپنے زمانے کے آدمیوں میں تھا۔ اسکا ابو الحسن بیٹا تھا۔ اوایل
عمر میں مکتب میں پڑھا اور طفولیت میں ہی یہ لڑکا طرازیوں اور شہر و تھا۔
اور لڑکوں میں عجیب اسکی تسخیر کا جو چاہئے لگا۔ اللہ مگر گئی باپ نے دوسری
شادی کر لی جو تیلی ماں سے ابو الحسن تنگ کر لیا اسکی شہر موصول کے مدرسہ

اور فائیس واسطے تحصیلِ علم جاد اخل ہوا۔ جہاں اس نے بار سال تعلیم پائی پھر اپنے علم کی بدولت سفیرِ روم کا ملازم ہو کر ایران چلا گیا۔ پھر گروشن روزگار کے سبب سے ایران سے ہاتھوں شاہ کو فوجی سپہ سالار کی شرفِ خدمت حاصل کر کے ہندوستان میں آدھوا۔ ۱۵۵۷ء میں اپنے آقائے نامدار کے فوت ہونے کے بعد شہر کی کسی مسجد میں رہنہ لگا۔ اور پھر ہوتے ہوئے کسی فوجی افسر کے ذریعہ سے اکبر شاہ کے دربار تک پہنچا۔ اور اپنے علم اور قتلِ عداوہ کے سبب سے ہم نشین اور مجلسِ خاص ہو گیا تھا۔

غیب اسکا اس واسطے دو پیازہ مشہور ہوا کہ دو پیازہ جو ایک قسم کا کھانا ہے اور بہت لذیذ ہوتا ہے اس کے دلپند تبار دو پیازہ پیازہ کو کسی میں بھون کر بکاتے ہیں اسلئے ملا دو پیازہ سے مشہور ہوا۔ اور کسی کو اسکا اصلی نام جوابو الحسن تھا معلوم نہ تھا۔ چونکہ دربار اکبر شاہ میں دغض بہت ظریف اور سحر سے مشہور تھے۔ ہندوؤں میں تیرہر۔ اور مسلمانوں میں ملا صاحب۔ ان دونوں میں اکثر مذاق رہتے تھے۔ ناظرین کے واسطے ہم ان کے چند لطائف اور مضامینات درج کرتے ہیں۔

ملا دو پیازہ صاحب کی اپنی حریف سی پیر جھیر چھاڑ

مقولہ

الْحَزَلُ فِي الْكَلَامِ كُلِّ الْمَلِكِ فِي الطَّعَامِ

(روایت)

ایکدن بادشاہ نے تیرہر سے پوچھا وہ کونسا کام ہے کہ نیکی کرے بدی چھڑ ہو۔ تیرہر نے کہا قبلہ عالم ملا دو پیازہ صاحب اس کو خوب مانتے ہیں۔ بادشاہ نے فوراً ملا صاحب کی تلاش کے واسطے چوبدار بھیجا۔ جب ملا صاحب آئے تو بادشاہ نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا حالِ بجاہ ٹھوک کے سبب مجھ سے بولا

نہیں جاتا۔ بادشاہ نے تو شمال کو حکم دیا کہ کہا نا لاؤ۔ اسی وقت ملا صاحب کے واسطے کہا نا آیا۔ جب ملا کہا کہ سیر ہوئے۔ تب بادشاہ نے اپنا سوال دوبارہ پوچھا۔ ملا نے جواب دیا کہ حضور کو عرض تو کر دیا ہے بادشاہ نے کہا ہم مطلب نہیں سمجھے۔ ملا نے کہا کہ خداوند بندہ کو کہا نا کہلایا اور بھوک سے پیایا اس سے زیادہ کیا نیکی ہو سکتی ہے۔ مگر چونکہ حضور کے سامنے کہا یا تو بندہ سے مار سے شرم کے کہا یا نہیں گیا۔ اور جتنا کہا یا وہ کہا نا نہیں بلکہ خون جگر پیایا پس حضور عالی سمجھ لیں کہ حضور کے نزدیک نیکی اور میرے نزدیک بدی۔ بادشاہ شکر بھگت شہو

لطیفہ

ابو الحسن بوضع اہل عرب عمدہ دستار باندھ کر دربار میں جایا کرتے تھے۔ ایک دن بادشاہ کے سامنے اپنی دستار کی تعریف کر رہے تھے کہ سیر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی خداوند ملا صاحب خلاف کہتی ہیں۔ میں کل اس سے عمدہ گڑھی باندھ کر آؤنگا دوسرے روز سیر بہت عمدہ دستار باندھ کر دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے فرمایا ملا تیری گڑھی سے سیر کی گڑھی بہت عمدہ ہے۔ ملا نے جواب دیا کہ میں نے اپنی جوڑو سے بندھوا لی ہے۔ بادشاہ بولا کہ اس امر کی کیا تصدیق ملانے جھٹ اپنی گڑھی انا دی اور کہا کہ سیر بھی اتارے۔ پھر ہم دونوں گڑھی باندھتے ہیں۔ سیر برسی گڑھی نہ باندھی گئی مگر ابو المذاق نے ویسی باندھ لی۔ بادشاہ ملا کے اس قیافہ پر بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ سیر معلوم ہوا جو کام تم سے نہیں ہوتا وہ تم اپنی بیوی سے کراتے ہو۔ ملا صاحب نے جواب دیا میں سیر پر بیچا رہے بہت نادم ہوئے۔ آفرین ہے ملا آپ کی قیافہ شناسی پر۔ سیر برکی خوب طلعتی کھولی +

لطیفہ

ایک دن ملا صاحب کسی فنکار میں نیچے زمین کی طرف دیکھتے ہوئے چلے آتے تھے۔

بیربر بادشاہ کے پاس بٹھایا، اتنا اس نے بادشاہ کے سامنے ملائے مذاق کرنی چاہی اور پوچھا قبلہ زمین میں کیا گم ہو گیا کہ دیکھتو ہو، کہا لاہ صاحب میرا باب بت سے گم ہو گیا ہے اُسے دیکھتا پھرتا ہوں۔ بیربر نے کہا کہ اگر میں بتا دوں تو کیا دو گے ملائے کہا جناب ساما آپ کا +

حکایت

ایک دن دربار اکبری میں ایک عورت آکر داخواہ ہوئی۔ کہ فلاں شخص اس کے ساتھ مزے تک فعل بد کا ہے۔ بادشاہ بیربر کی طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ سچ ہے سیربر کچھ سوچ میں چلے گئے۔ ملا صاحب پاس حاضر تھے کہا بیربر کیا جانے۔ آپ اُسے پوچھتے ہیں۔ یہ تو میرا کام ہے۔ میرا باب ادا قاضی شہر تھے۔ اور انگریزوں سے متعدّد فیصل کرتے تھے پھر بادشاہ بولے دیکھیں کیسے۔ ملا نے کہا کہ حضور اس شخص پہ ہی طلب کیا جاوے جب شخص حاضر ہوا تو ملا نے کہا کہ اس شخص سے چالیس دینار اس عورت کو بدیت مجرمانہ دلوائے جائیں جس وقت وہ عورت روپیہ لیکر باہر گئی۔ تو ملا نے اس مرد کو کہا کہ جا کر روپیہ تم اس عورت سے چھین لو۔ مرد اس سے روپیہ چھیننے لگا مگر عورت نے روپیہ ہاتھ سے نہ دیا اور بادشاہ کے پاس فریاد کرتی ہوئی آئی اور کہا کہ یہ شخص میرا روپیہ چھیننا چاہتا ہے۔ ملا نے کہا جبکہ وہ تم سے روپیہ چھین نہیں سکتا تو پھر زبردستی وہ تمہاری چادر عصمت کس طرح پہاڑ سکتا تھا۔ اسے کجغت معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا سر سر فریب ہو۔ بادشاہ اس فیصلے سے مخطوط ہوئے ملا نے بیربر کو خوب ناوم کیا۔

روایت

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بیربر کو اگر سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ بہست میں نبدبان سے ناراضی ہو گئی، اس نے اپنے پر ایک دن بادشاہ اور ملا اور بیربر ہر باغ

میں ٹہل رہے تھے کہ بربر نے اپنے سفر کا حال بیان کیا اور کہا کہ جس نام کے اخیر لفظ بان ہو تاہے وہ شخص نہایت بے لحاظ ہوتا ہے جیسے فیلبان شتر بان۔ ساربان وغیرہ ملا اسکو فوراً سمجھ گئے اور کہا کہ سچ کہتے ہو مہربان۔ بادشاہ نے سنکر فحشہ مارا اور بیر بر بہت نادام ہوا۔

بیر بر اور علامہ ابو الفیض فیضی کو مطایبات

(حکایت)

حسن اتفاق سے ایک وزیر اکبر شاہ جاتے تھے کہ ایک برائے دہرم سالہ نظر پڑا حکم دیا کہ یہاں پر مسجد کی تعمیر کی جائے۔ چنانچہ فی الفور مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی۔ بیر بر کو یہ عمدہ موقعہ ملا کہ آیا کیونکہ ابو الفیض فیضی کے اکثر ان سے مطایبات ہوا کرتے تھے۔ جب فیضی دربار میں حاضر ہوئے اور مجلس عام سے خاص ہوئی تو بیر بر نے احوال پرسی کے بعد یہ شعر پڑھا۔

بیر بر

سب کے امت تجا نہ مرا ہے شمع۔ کہ چون خراب شود خاؤ خدا گرد
عقد تمہیں کیا اور کہا اچھا اب پھر چھڑ چھاڑ شروع کر دی ہے ایسی وقت اور فی البدیہ فیضی نے بیر بر کا جواب اس طرح دیا۔

(جواب فیضی)

برہم ثابت و نہ تمانہ تر دیم۔ کہ تا خراب نشود لبو کی لب نہ رند

لطیفہ

علامہ ابو الفیض اور بیر بر کی آپس میں بہت ہنسی چلتی تھی اکثر یہاں ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ کیونکہ علامہ موصوف کا اہل ہندو کے علم سنسکرت کی طرف بہت میلان تھا۔ اور اس کی مہارت دریافت کرنے کے واسطے اکثر بڑے بڑے

برہمنوں کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ ایک وزیر برادر فیضی تھلیہ میں کچھ مذہبی باتیں کرتے تھے۔ اور بتیر بہت الصاف پسند تھا۔ اکثر اسلامی فروعات کو جو فیضی بیان کرتا تھا پسند کرتے رہتے تھے فیضی بھی اس حق شناس بہت خوش ہوئے اور کہا کہ راجہ جی آپ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ اس نے مسکرا کر کہا کہ تمہارے ہمارے خداوند کریم فرقان حید میں نہیں دیکھا کہ کیا فرماتے ہیں ”ختم اللہ علی قلوبہم“

خدا کی نہر ہے بندہ کیونکہ اٹھا ہو گستاخی عاف۔

نقل

شیخ ابو الفیض ضایعی نے جب حسب الحکم اپنے آقا کے قرآن حید کی بے نقط تفسیر لکھی کہ مہکا نام سواطع الالبہام ہے اور جس سے اسکا سکہ مخمور سی مارا ہو عالم علم میں اب تک جاری ہے تو بہت فکر کی کہ بجائے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کے عنوان کتاب پر کیا لکھیں کیونکہ بسم اللہ میں تو لفظ ہیں اور بے نقط کتاب کی بسم اللہ بھی بے نقط چاہیو ساسی فکر میں متفکر دربار میں آئے۔ بتیر نے واسکا لاکر عرض کی کہ قبلہ آج تو آپ بڑے متفکر نظر آتے ہیں۔ کہا ہاں کچھ اچھو برائے اور مثنوی میں لگا ہوں۔ بتیر نے اصرار کیا اور کہا میں بھی تو ارشاد کیجیو۔ آخر فیضی نے کہا بتیر بہ تفسیر بے نقط کی بسم اللہ لکھئے گا نہ کہ ہے۔ بتیر بہ کہ تو خوب سوچتی تھی اور بلکہ ایسے وقت سوچتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ قبلہ اگر میں بے نقط بسم اللہ آپ کی تصنیف کے واسطی بتلا دوں تو کیا دو گئے۔ فیضی بولے کہ واہ کیا خوب۔ بتیر کہہا حضرت کلہ لکھہ واللہ لکھہ محمد الرسول اللہ“

آخرین بتیر بتیری ذکاوت پر۔ قرآن بے نقط تفسیر پر خوب کندن گیا۔

مؤلف } در حیرت کہ دشمنی کفر و دین پرست
از یک چراغ کعبہ و بتخانہ روشن است

مصاحب النشور راجہ بیر برادر اکبر شاہ کی مجلسیں

ایک دن اکبر شاہ نے بیر بر سے کہا کہ تو ہمارا کلمہ کیونکر نہیں پڑھتا۔ کہا حضرت کا کلمہ پڑھنے میں کیا نقصان ہے مگر وہ کلمہ نہیں پڑھوں گا کہ جس کا زبان پر لانا ہمارے مذہب کا زیان ہے۔

نفل

ایک دن بادشاہ کی مجلس میں یہ ذکر ہوا تھا کہ پت پانچ ہیں۔ اندر پت۔ سون پانی پت۔ باگھ پت۔ بل پت۔ بیر بر نے کہا کہ حضور دو پت اور یہی ہیں جو آپ قبول کئے فرمایا وہ کون ہیں۔ عرض کیا ایک داکھ پت دوسرے رکھا پت۔

طریفہ

ایک دن اکبر شاہ بادشاہ نے بیر بر سے کہا کہ ہم تیرے بیٹے سے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ بیر بر نے گھر جا کر اپنے بیٹے کو بھیجا اور کہہ دیا کہ بادشاہ چاہے جتنا کچھ کہے مگر تم جپ نہ سنا اس نے ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن بیر بر دربار میں گئے تو بادشاہ نے پوچھا کہ اگر کسی امت سے پلا پڑے تو کیا کرے۔ بیر بر نے زمین بوس ہو کر عرض کیا کہ جپ رہے۔

طریفہ

ایک دفعہ بیر بر بیٹے سے ملا پھر رہے تھے۔ بادشاہ نے دیکھ کر پوچھا کہ بیر بر۔ ہندو کیون ایکسو آٹھ دانے کی تسبیح رکھتے ہیں بیر بر نے کہا کہ حق کے عدد ایکسو آٹھ ہوتے ہیں۔

ہماری مالکے دانے لفظ حق سے مساوی ہیں۔

سیر برکی حاضر جوابی

ایک نوجوان نے خواجہ شہ کے منہ لگا ہوا تھا ایک دن تخلیہ میں سیر برکی بہت بُرائی
۱۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ سب سہی مگر سیر بر جواب فی البدیہہ کہتا ہے - خواجہ سر نے
ا قبیلہ وہ خاک جوابے یسکتا ہے - آپ ہر مانی کو کے میرے ان تمینوں سوالوں کا
اب پوچھیں تو ایک کا بھی نہیں آئیگا۔

(۱) زمین کا وسط کہاں ہے؟ -

(۲) آسمان کے تارے کتنے ہیں؟ -

(۳) جہان میں مرد کتنے اور عورتیں کتنی ہیں؟ -

بادشاہ نے اسی وقت سیر بر کو محل میں بلا کر فرمایا کہ خواجہ سر کے سوالوں کا جواب
۱۔ سیر بر نے زمین میں کھوٹی گاڑ دی اور کہا زمین کا وسط یہ ہے - اگر خواجہ سر انہ
نے تو ماپ لے -

پھر ایک بڑا اینٹہ اٹھا کر کھڑا کیا اور کہا کہ جتناس کے بدن پر بال ہیں اتنی ہی
سمان پر تارے ہیں - اگر خواجہ سر کو شک ہو تو گن لے -

تیسرے خواجہ سر کے لوگ نہ مرد ہیں نہ عورتیں ان سے حساب بگڑ
جاتا ہے اگر حضور انکو مروا ڈالیں تو مرد و عورت کی ٹہیک تعداد معلوم ہو جائے ۴

اکبر شاہ کے سیر بر سے استفسار

ایک روز اکبر شاہ نے سیر بر سے پوچھا کہ دنیا میں کس چیز کو کس چیز سے بہت تعلق
ہے - یا کس کو کس سے مزہ آتا ہے - سیر بر نے جواب دیا کہ حسبِ ذیل عرض کیا -

تپا ہی کو تھوڑے سے - روزہ دار کو افطار سے - حق دینوں کو اذکار سے - عاشق
معشوق کے اصرار سے - حکماء کو بیمار کے علاج سے - پتھر و صفا کو لیون اور زبا سے
نرانی کو غارت سے - رنڈی کو دولت مند یا رے - سیر آئی کو غارت سے - نر و ہیر کو

بلبلے اور ستارے۔ شاعروں کو عشقیہ اشعار سے۔ سچے دوست کو دیدار سے شوقینوں کو پھولوں کے ہار سے۔ مفلسوں کو ادھار سے۔ آہل حرفہ کو کاروبار سے۔ سوداگر کو بیوپار سے۔ ببل کو گلزار سے۔ ہیکار کو فکار سے۔ ظالم کو مظلوم کے آزار سے۔ پاجھی کو جوتی پیراز سے +

لطیفہ

پہر ایک دن بادشاہ نے بیربر سے پوچھا کہ دودھ کسکا اچھا۔ پتا کسکا اچھا پھول کسکا اچھا۔ پہل کون اچھا۔ راجہ کون اچھا۔ اور مٹھاس کسکا اچھا جو بیربر نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ جہان پناہ دودھ ماں کا اچھا جس کے سبب پرورش ہوتی ہے۔ پتا پان کا اچھا جس کے دینے سے چاکر تریک بدیتا ہے۔ پھول کپاس کا اچھا ہے جس سے تمام خلق خدا کی پردہ پوشی ہوتی ہے پہل مٹھا اچھا ہے جو بزرگوں کا نام قائم رکھتا ہے راجہ اندرا چھا ہے جو مینہ برسا کر تمام دنیا کو پاتا ہے۔ مٹھاس زبان کا اچھا ہے کہ مفت میں لوگوں سے لمساری پیدا کرتی ہے +

لطیفہ

ایک دن اکبر شاہ اور بیربر محل کی چٹ پر بیٹھے تھے۔ سامنے ایک تبا کو کتیا تھا اور وہاں ایک گدہ بھی کھڑا تھا۔ چونکہ بیربر تبا کو پیتے اور کھاتے تھے۔ اسلئے بادشاہ نے جوٹ کی کہ بیربر دیکھو تبا کو کیا جس چیز ہے کہ جس کو گدہ بھی نہیں کھاتا۔ بیربر نے ہنس کر کہا کہ مصواریسے ایسوں نے ہی تو اس کو چھوڑ دیا ہے +

لطیفہ

اکبر شاہ کی طبیعت رنگ برنگ کا نمونہ تھی آخر عمر میں اپنے لباس ہنود اختیار کیا تھا۔ اور موتیوں کی مالا کلی پہنتا تھا کہ حسن اتفاق سے بادشاہ اور بیربر ایک

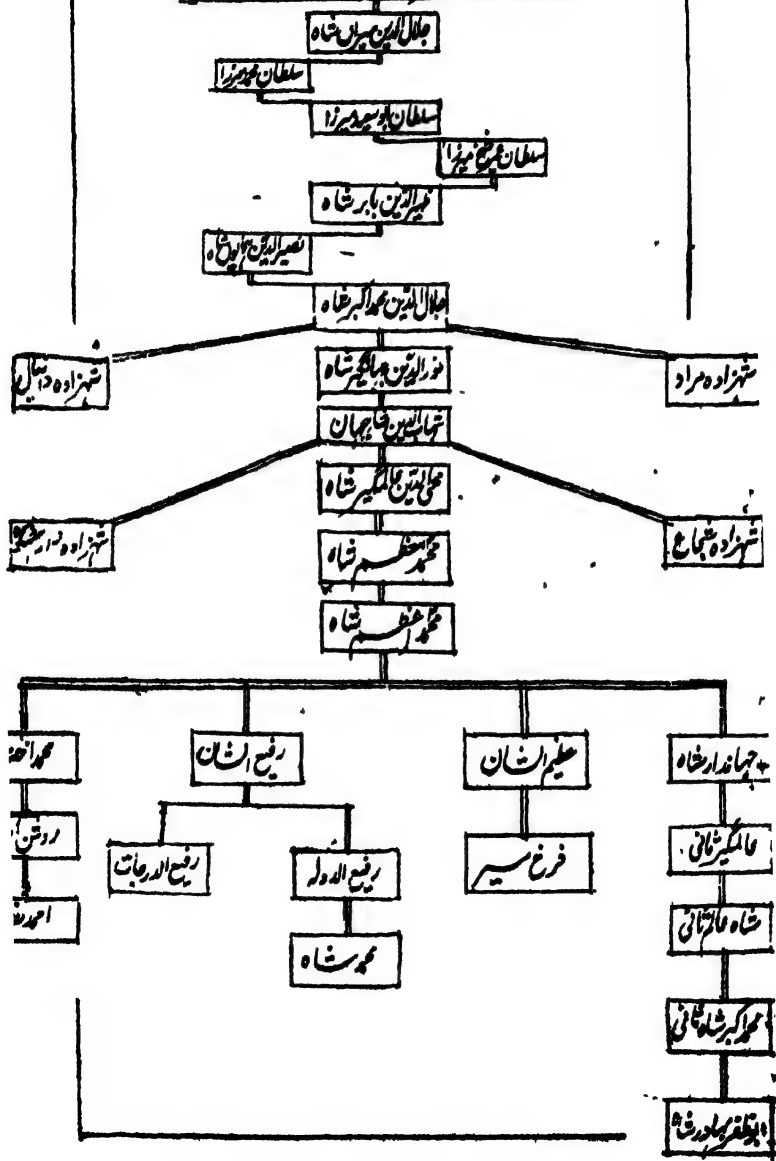
روز دریا کی سیر کرتے کنارے کنارے چلے جاتے تھے۔ بیربر کی روحانی طبیعت دیکھو
کی جو لہرائی تو موتیوں کی بالائیکے سے اتار کر پانی میں ڈال دی اور بیربر سے کہا کہ
بیربر مالادو۔ بیربر نے فوراً جواب دیا کہ جہاں پناہ بیٹھے دو۔

لطیفہ

ایک دن اکبر نے بیربر سے کہا۔ ہندی زبان بہت گندی ہے دیکھو پاؤں
جو بدن میں ایک عمدہ عضو ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہندو مسلمان تیرتھے اور
حج کر کے ثواب پائی اور و نیوی حاصل کرتے ہیں۔ اسکو آپ لوگ پاؤں کہتے ہیں
بیربر نے کہا حضور ہے ادبی معاف مگر زبان فارسی میں تو اس سے سو سے بھی
بڑھ کر کہ اس میں ناصحہ کو جو اشرف الاعضا (دست) یعنی پاخانہ بولتے ہیں۔

شجره نسب خاندان مغلیه

قطب السالطین امیر تیمور حسب قرآن بانی خاندان مغلیه در بنگال



نے محل کے کوٹھے سے گر کر قضا کی۔ تاریخ انتقال خواجہ حسین شہاخی لیرانی نے اس
مصرعہ مد سے نکالی اور رہیت ہی مناسب نکلی۔

مصرعہ تاریخ سال انتقال ہالوشاہ

ہالیون بادشاہ از بام افتاد

۹۶۲ھ

بیرم خاک ترکمان نے جو اکبر کے اتالیق اور نصیر الدین کے وزیر تھے۔
اکبر شاہ خور و سال کو ۵۵۷ھ مطابق ۱۵۶۳ء میں مقام کلانور میں شاہی تاج بنایا۔
مقام عصام الدین بدخشی نے جو اکبر شاہ کے استاد تھے تاریخ نشینی اکبر شاہ میں
یہ مصرعہ کہا۔

مصرعہ تاریخ سال جلوس اکبر شاہ

جلوس خداوند عالم پناہ

۹۶۳ھ

ابو الفتح جلال الدین اکبر شاہ کی فتوحات

آنچہ او دید از جلال مرتب فغان دید آنچہ او کرد انوال دولت و انکر د

جب بیرم خان اتالیق موزل ہو کر کعبہ کی طرف حج کے واسطے چلا گیا تو اکبر شاہ
کو بہت سو محاربات پیش آئے مگر اس نے بڑی عالی حوصلگی سے وہ محاربات انجام
دیئے اور جو فتوحات اکبر شاہ کو حاصل ہوئی رہی وہ فائز و تیور یہ کہ کسی
بادشاہ کو نصیب نہ ہوئی۔ یہ سب تائید شاہزادی تھی چنانچہ اس نے
اجمیر اور گوالیار کے قلعے ۱۵۶۴ء میں فتح کی۔

۱۵۶۵ء میں جو پورنا فتح آیا۔ ۱۵۶۳ء میں دکن اور گجرات کا صوبہ

فتح ہوا۔

۱۵۸۵ء میں بنگال، بہار، اڑیسہ جو پہاڑوں کے قبضے میں تھا فتح کیا۔

۱۵۸۶ء میں خط کشمیر کا ہندوستان سے الحاق کر لیا۔

۱۵۹۵ء میں آریہ ورت پر کامل قبضہ کر کے نئی نظم و نسق سے اس کا نام پنجاب رکھا۔

۱۵۹۱ء میں راجگان جے پور اور جودھ پور اور چوڑگوں کو بعد بہت

سخت لڑائیوں کے فتح کیا۔

۱۵۹۲ء میں سندھ پر اپنی حکومت کا سکہ جاریا۔

۱۵۹۵ء میں قندھار کا ملک جو ایرانی مالکوں کے ماتحت تھا اپنے تخت

میں لایا۔

۱۵۹۶ء میں احمد نگر، غانڈیس اور برار فتح کیا۔

۱۵۹۷ء میں کابل، بدخشاں، سہرت، بلخ کی حدود وہی ہندوستان

کے ساتھ شامل کر لی۔

غرض ایسی ایسی فتوحات سے ہندوستان میں یہ دھاک بند گئی تھی کہ

اکبر کے تخیر آفتاب کامل کیا ہے اور وہ نیز اعظم اس کا مطیع ہے۔

دربار اکبر شاہی کے امراء

ملک میں جس قدر کسی علم اور کسی فن کے صاحب کمال تھے ہر سمت سے

اکبر کی قدردانی کے زنجیر میں جکڑے چلے آتے تھے۔ اکبر نے بالخصوص مذہب

ایسے لوگوں کو اپنا صاحب بنایا۔ اور ان سے ایک کو نسل قائم کر کے اس کا

نام نورتن اکبری رکھا۔

سلک نورتن اکبر شاہی میں یہ اشخاص تھے جو ہر ایک اپنے اپنے فن میں

کامل اور صاحب کمال تھے۔ (۱) ملک الشعراء علامہ محمد ابوالفیض فیضی (۲)

موتن الدولہ شیخ ابو الفضل برادر فیضی - (۳) حکیم بہام گیلانی - (۴) حکیم
 مسیح الدین ابو الفتح گیلانی - (۵) میرزا عبدالرحیم پسر بہرام خان الملقب
 بہ خان خاناں - (۶) میرزا عبدالعزیز کوکلتاش - ملقب بہ خان اعظم -
 (۷) راجہ ٹوڈر مل سردیوان - (۸) راجہ مان سنگھ خسر پورہ اکبر - (۹)
 راجہ بسیر -

اکبر شاہ کا انتظامِ سلطنت

جب اکبر نے اپنی سلطنت پر کامل تسلط کر لیا - تو بنیادِ سلطنت اس بات
 میں رکھی کہ کسی کی خوشحالی میں فرق نہ آئے - اپنے بیگانے سب آسودہ
 حال رہے - بڑے بڑے راجپوت - اجاؤں کو دربار میں عمدہ عمدہ
 دئے اور ہر ایک کو دربار میں حاضر ہونے کا اعزاز بخشا - محاصل کے انتظام
 اجناس کی پیداواری - آمدنی کی تدبیر زمینوں کی پیمائش اور حساب کتاب
 کی آئین بندی ایسی ایسی باندھیں کہ اس وقت تک کسی بادشاہ کو سچو چھپو
 ہندو لڑکا - جو بچپن میں کسی طرح سے مسلمان ہو گیا ہو بعد بلوغت اس کو
 اجازت تھی کہ وہ اپنا حق مذہب چاہے اختیار کرے -

اس کے علاوہ سینکڑوں احکام کی - مالی - داغ - بجلی - فرد فرد کا یا
 واقعہ نویسی - چکی نویسی وغیرہ وغیرہ بہت تھے - اگر مفصل حالات کا سہارا
 دیکھنا چاہو تو آئین اکبری یا مولف اوراق کی تصنیف حیاتِ اکبر شاہ
 منگو کر دیکھ لو -

اکبر شاہ کے خوارقِ عادت و حسنات

تہ کردہ بہر ضامن محمد اعجاز - چشم سونو غزال نہ کوش سگوزل
 اکبر کا رنگ گورا تھا تو ہی ہیکل اور وجہ شخص تھا - صلح جو - رحم دل

پرے درجے کا تھا جس نے عفو چاہی اور تقصیر اپنی کا مستغفرت ہوا اور اس کی خطا
معاف کی ہندو مسلمان سب رعیت کو ایک نظر سے دیکھتا تھا۔ ہمیشہ اس کی آرام و
آسائش کی تدابیر سوچتا تھا۔ لذائذ نفسانی کی طرف سے طبیعت کو روکتا تھا۔ خلق
فدا کے آرام کے لئے بہت سی عمارات تیار کرائی تھیں۔ اپنا انتظام ایسا رکھتا تھا
کہ ہندو مسلمان سب خوش تھے۔ ریاضت جسمانی و رفتار کا اور چیت گھوڑے۔ باز
چرے۔ شاہین کہنے کا بہت شوق تھا۔ طبیعت میں کسی قسم کی نخوت نہ تھی۔ اپنے
دوستوں کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ تیس ہائیس میل تک پیادہ یا سفر کرتا تھا۔ گہر
شجاعت اور دلوری کے سر کے ہی ایسے ہیں کہ انہیں فقط زور قبالی کہنا چاہو
نہایت شجاع اور بہادر تھا۔ خود بڑی بڑی ہتھوں میں لٹنے ہا۔ آ۔ تہی پر خود
سوار ہو کر اس کو لڑاتا۔

عمارتیں شہر اکبر شاہی

نہ موانکہ ماندیس از دی بجا - پل و مسجد و چاہ و بہمان سرا

اکبر شاہ نے بہت سی عمارتیں اپنی یادگار میں تعمیر کرائیں جو ایک صفحہ ہستی پر
اس کی عظمت سلطنت کی گواہ ہیں۔

ذیل کی فہرست بطرز اختصار ہم لکھتے ہیں:-
فہرست

- (۱) شہر آگرہ و قلعہ آگرہ میں - (۲) خانقاہ فتح سلیم چنی صاحب فیہ میں
- (۳) فتح پور سیکری شہر میں (۴) جنگلی محل شہر میں -
- (۵) ہمایوں کا مقبرہ شہر میں (۶) عمارت نگار خواجہ بزرگ بھیرائی میں -
- (۷) کوروتلا شہر میں - (۸) شاہ جام پر او ریناں چڑھو مینارہ میں -
- (۹) جہاد خانہ چار دیواریں میں - (۱۰) ظہر الہ آباد میں -

(۱۱) مارا کہ ہنوسہ راسی سبہ نبینی (۱۲۹۹ میں) انوب تلامہ میں۔
(۱۳) قلعہ دریائے اہر شہ میں۔ (۱۴) قلعہ البر آباد کاندوز فیل شہ میں۔
(۱۵) قلعہ ناگر نگر کی تعمیر بنیاد والی۔

قطعہ تاریخ سال تعمیر عمارت بنگالی محل و مقبرہ حضرت سلیم خشتی

بنگالی محل اور فتحپور سیکری کی عمارات جو ایک ہی سال میں تعمیر ہوئی تھیں میرا
قاسم ارسلان موترخ دربار اکبر شاہی نے اس طرح لکھی ہے۔

(تاریخ)

تمام شدہ عمارت سیان غلبہ ہیں۔ بدور دولت صاحبقران ہفت فکیم
یکوہ بلدہ دار الخلافہ اگرہ۔ دیگر خطہ سیکری تمام فتح سلیم
پہر از پئے تاریخ این و مالی قصر۔ رقمزدہ و دہشت برس بنگالہ قدیم

۹۹۹ھ

تاریخ سال تعمیر عمارت دروازہ فیل

دروازہ فیل کی سال تعمیر کی تاریخ کما فی سری ترکستانی نے اس شعر میں لکالی تھی

لایق

کما فی سری ہے تاریخ وقت سے قبل آمدہ دروازہ فیل

۹۹۹ھ

ایضاً تاریخ سال تعمیر عمارت دروازہ فیل

فتح ہوا فیض علامہ فیضی نے صرف مصرعہ ذیل تاریخ کے واسطے لکھا۔

محضر
بنائے درہشت
۹۶

اکبر شاہ کی شاعری منہ کلام منتخبہ

در عالم فصاحت تھا کہ مثل تو۔ سہر برز و کسور گریبان نظم و نمثر

اکبر شاہ ہر علم کی قدر کرتا تھا۔ اسلئے اس کی مجلس میں ہر وقت شاعر اور فاضل اور علماء حاضر رہتے۔ اور طرح طرح کے اسرار طے ہوتے تھے صحبت کے اثر سے خود بھی شعر کہتا تھا۔ چنانچہ یہ شعر ان کی جرأت و ذکاوت طبع کا نمونہ ہیں۔

مرباعی

مے ناز کہ دل خون شدہ از دوری او۔ من یار غم ز دست پوری ماو
دور آئینہ چرخ نہ قوس قزح است۔ عکس است نمایاں کا ز جوری او

مرباعی

دو غنیمت ہوئے مے فروشاں۔ یہ بیان مے بہ زر خریدم
اکنوں ز نگاہ سہر گرا نم۔ زرد ادم دور و دھرم و دم

شعر

من بنگ نمی خورم مے آرید من بنگ نمی زخم نمی آرد

انصاف ملک و نظام سلطنت اکبر شاہ

بروز کاروی آں نظام یافت چہ کہ از حمایت تو بے نیاز شدہ کا فور
دوران یاد کہ انگنہ اصل سایہ او۔ بقدر ذورہ بود اتحاب وقت انور
اکبر نظام سلطنت میں بڑی اصلاحیں کیں چنانچہ در مالکداری کا بیج بکھلایا

سہکاری اہلکار جو ناجائز طور پر رعیت سے روپیہ وصول کرتے تھے۔ اسکا انہدام کیا۔ دوسرے لوگوں کو جانے بجا بجا باری سے انواع و اقسام کے کہاتے پکتے اور ہندو مسلمان فقر کو لیتے۔

ہندو مہمان خانہ کا نام ”دھرم پورہ تھا“
مسلمان مہمان خانہ کا نام ”خیر پورہ تھا“
جزیرہ اپنی ہندو رعایا پر بالکل معاف کر دیا۔

جن سالگرہ کے دن ذبح جانور بالکل موقوف تھا۔ مینا بازار لگتا تھا تمام امراء و کانداری بھی جو عجائبات بہم پہنچاتے وہ لا کر سجاتے۔ اہل صنعت کے جوہر بکھولتے۔ جرنقیل اور طبعیات کے عمل ہوتے۔ دوسرے روز زنانہ بازار اسی شان و شوکت سے ہوتا۔ میگات آتی تھیں۔

کتاب خانے مقرر کئے جن میں ہر وقت عربی۔ فارسی۔ سنسکرت کی کتابیں جمع رہتیں۔ لونیڈی غلام کا خریدنا اور بیچنا موقوف ہوٹا۔ بیوہ عورت کو زبردستی بیٹا رکھنا موقوف کیا۔ شہروں کی تفصیلیں اور دروازے بنائے۔ سرحدی مہم کرنے اور جنگی سامان کے جمع کرنے کے واسطے کئی مقام میں قلعے بنوائے۔ اگر میں خاص (دارالضرب) نکسال بنا کر اپنا رسدہ لگایا۔ اور الوافضی نے سکہ کا شعر تصنیف کر کے پیش کیا انعام پایا۔

سکہ شہر

مہر شہزاد اکبر بڑا عاقل و درست تارمین و آسماں راہ اور نور و زیوریت

اکبر شاہ کی اہل ہندو سے پناہیت اور حاق

در حیرتم کہ دشمنی کفر و دین است این یک چراغ کعبہ بتخانہ روشن است

اکبر نے جس وقت اپنی اخلاقی گفتگو اور زور و زبانتوں سے بڑے بڑے اہل

ہندوستان کا دل ٹٹولا تو انکو بہت کچھ اپنی طرف مائل پایا۔ اگرچہ خود ترک اور ماورا النہری تھا یہ گھوڑا اس نے ہندوستان میں اگر جس طرح ہندوؤں اور ہندوستانیوں سے اپنائیت پیدا کی وہ ایک سمیت کیمیائی ہے۔ اور باوجود ایک بہت بڑی مخالفت مذہبی کے اپنی بیٹیاں عقد نکاح میں نہ لے سکتے تھے منظوریں۔ چنانچہ ہمارا جیسر پور کی بیٹی جو دھ بائی سے اکبر نے اپنا نکاح کیا۔ بعد اس کے دوسرے سال ہمارا جیسر جو دھ پور سے ہی اپنی لڑکی دی تھی۔

راجہ جیسر کو اس کی بیٹی شہزادہ سلیم (نور الدین جہانگیر) سے بیاہی گئی تھی غرض اکبر نے اس طریقہ سے تمام سرکشوں اور مخالفوں پر ثابت کر دیا کہ تاتاری مغل اور ہندوستانی راجپوت کی طرح سے اب وگرو دیکھے جانے کے قابل نہیں اس اپنائیت کا نتیجہ ہوا۔

اکبر شاہ کا بنیادین تحید الہی کا وضع کرنا

کر کے کہے میں کیا جو شریعتی نہ ہو کہ ہے۔ یہاں کو جوئی تہوں ہی اشد ہو

اکبر نے یکایک مذہب ہندو اختیار کر لیا۔ اور وضع شکل بالکل ہندو کی سہی بنا دی تھی بعض رسومات بھی اختیار کیں۔ جب نظر التفات پہنچتوں کی جانب زیادہ ہوتی تو انہوں نے بھی اسکو پریشہ کا آثار قرار دیا۔ مثل اور دیوتاؤں کے اس کے بھی ہزار یعنی ستر نام قائم کر دیئے اور بلحاظ اپنی روایتوں اور اکبر کی پیش کے اشکوں داخل کر دیئے غرض کہ یہاں تک کہ بظابط بڑا کہ بقول ایک مورخ کے چند روز میں قبلہ عالم سے مہابلی بن گیا۔ عمامہ اور دستار سر سے اتار کر کپڑے کی دار چکر دی بانہ لی۔ اور سر وارڈ بھی وغیرہ کا بہرہ کر لیا۔

ایک عبادت خانہ علیحدہ بنا کر خود اس میں بیٹھتا تھا۔ اور ایک بہمن کو ساتھ لے جاتا تھا۔ اور ساروں کے منتر پکھا کرتا تھا۔ چنانچہ تسنیر آفتاب کے منتر اور اس کے

ایک ہزار نام سیکھ کر پڑھنے شروع کئے (بقول ایک دایت) اگر مشرق کو منہ کر کے سواتا کہ آفتاب صبح کا منظر ہے اور زراعت میوہ بلکہ کل کاروبار عالم کے اس پر منحصر ہیں اور یہ ہزار عظیم ہے۔

حکایت عجیب اتفاق

اسی یام ہیں شیخ ابو الفضل نے اپنی علمی بہاقت کی وجہ سے اکبر شاہ کی نسبت آفتاب سے منسوب ردی اور بڑے تپاک سولے قول کے ثبوت پر باغی تصنیف کر کے دربار میں لائے فلعت فاخرہ حاصل کئے اور اسی کو مذہب کے جسکا نام نرین الہی اکبر شاہی مقرر ہوا تھا خلیفہ عظیم مقرر ہوئے۔
مر باغی

نوریکہ زہر عالم را پیدا است۔ از جہ شاہ شہر و الاید است
اکبر کہ بافتاب در دشت است۔ این نکتہ رہنمائی را پیدا است

احکامات دین قحید الہی اکبر شاہی

شاہ اول جوں رعیت پرست۔ موعود سر سبز غلبش پر پرست
از رعیت پرست حال بادشاہ۔ زانکہ دین شاہ دین شکست

اس سے پہلے تو اکبر کا عقیدہ جس طرح کہ ایک مسلمان بادشاہ خراساں کا جو نا پہلے تھا اگر آخر عمر میں طبیعت ایک ہر میں آئی کہ کچھ اور بن گیا غرض جو تھے سہوئے دین الہی کا انھیں شروع ہوا۔ آفتاب کی تعظیم سکا جزو اعظم تھا بعد کی مجرا اور تسلیم کے عوض اللہ اکبر اور جل جلالہ مقرر تھا۔ دین الہی میں کیا ہندو میں مسلمان سب اخیل ہو سکتے تھے۔ مریدوں کو بخرے کے عوض اکبر شاہ کی ایک تصویر ملتی تھی سادہ ہمیشہ اللہ اکبر و خلیفہ پڑھنے کی ہدایت ہوتی تھی نور کے لڑکے کے بادشاہ

(۱۵) عیار دانش کلمہ و رسمہ کا تقصہ فارسی علامہ ابو الفضل نے تصنیف کیا۔

(۱۶) کشکول سیروساعت علامہ ابو الفضل نے تصنیف کیا۔

(۱۷) فخرہ الفلاسفہ میرزا محمد قاسم نے لکھی۔

(۱۸) تاجک عالم ہیئت میں مکمل خان بگوانی نے لکھی۔

(۱۹) ہرمی بنس۔ کرسی جی کا حال تداشیری نے فارسی میں ترجمہ کیا۔

(۲۰) بحر الاسما

(۲۱) مرکز دوار

(۲۲) سورونکلم

(۲۳) نجات الرشید

شیخ فیضی نے بھی تصنیفیں۔

(۲۴) متعجج البلدان ۹۹۹ء میں حکیم بہرام نے لکھی۔

(۲۵) تاریخ التسمیر۔ محمد شاہ ملا مورخ نے لکھی۔

(۲۶) توزک بابری کا ترجمہ ترکی سے فارسی میں عبدالرحیم خان پسر پیرم خان نے کیا۔

(۲۷) نبوت واجب الوجود حکیم مسیح الدین ابو الفتح گیلانی نے تصنیف کی۔

(۲۸) تلابیر محمد بخشی نے داستان امیر حمزہ لکھی۔

(۲۹) نظام الدین احمد نے تاریخ اکبری لکھی۔

(۳۰) راجہ بیہر نے اپنے نکات و لطائف پیش کئے۔

ایجادائے عہد اکبر شاہی

مربطی

چو گیتی بخت چو گرد و بکین غش چو کیاں برفت دریا بہ غش

ہم عزو تمکین ہمیں جاہ و رفعت۔ ہم جو دوسری ہمیں دوش

گوئے آتشین

چوگان بازی کا بہت شوق تھا۔ اکثر ہوتا تھا کہ کھیلتے کھیلتے شام ہو گئی اور بازی ابھی تمام نہ ہوئی اندھیرا ہو گیا۔ گنت نہیں دکھائی دیتی۔ ناچا کھیل بند کرنا پڑتا تھا۔ ایسے وقت میں گوئے آتشین نکالی کہ اندھیرے میں شکل کی طرح جلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ وہ ایک قسم کی لکڑی کی تراشی تھی اور کچھ دھنیں مل دیتے تھے۔ رشاید فاس فورس ہو گا جب ایک دفعہ اس آگ دیتے تھے تو چوگان کی چوٹ اور زمین پر پھٹنی یا لٹکھنے سے بجتی تھی۔ مسیح الدین ابو الفتح حکیم گیلانی کی ایجاد تھی +

دولت محل فتحپور سیکری

۱۸۵۷ء میں دولتخانہ فتحپور سیکری میں تیار ہوا۔ مسائل مذہبی و ہات سلطنت و مملکت مالی و ملکی انہیں پیش ہوتے تھے۔

تقسیم اوقات و زمرہ

۱۸۵۷ء میں تقسیم اوقات کی ہدایت ہوئی کہ جب سو کر اٹھیں تو سب کاموں سے قاعدہ روک کر باطن کی طرح ظاہر کو بھی نیاز طلب کریں اور عبادت میں مصروف ہوں۔

معافی جزیریہ

۱۸۵۷ء میں اکبر نے جزیرہ آویجی کا محضول معاف کر دیا اور اپنی عیت کو اس بڑے غمخوار سے وحدت سے مسلمان بادشاہوں کا رواج چلا آتا ہے بقلم موقوف کر کے نہال اور مال مال کر دیا۔ آئین اکبری میں غنیمت صاحب لکھتے ہیں

کہ تمام احکام اکبری میں موجود حکم آب زر سے لکھنؤ کے قابل ہے وہ یہی ہے۔
اس محاصل کا کئی کروڑ روپیہ ہوتا ہے۔

گنگ محل

شہدہ میں گنگ محل ایجاد ہوا۔ فوراً ۳۰ بجے شیرخوار پیہ اموتے
ہی ماؤں سے لے لئے اور وہاں لیجا کر رکھا۔ ان کے انائین۔ خدمتگار فوراً
سب گنگ مقرر ہوئے گفتگو انسانی کا مطلق اس محل میں دخل نہ تھا۔
خانیغ ابالی کے ساتھ سب اسباب آسائین ان کے لئے موجود تھے۔ جب بڑے ہوئے
سوائے نمایین غائب کے اور کیا انکو آتا تھا طبیعت صرف اس امر کے دیکھنے کی مشاقت
ہی کہ بال بچے جب گفتگو کرنے لگتے ہیں تو کیا کلمہ قول ہی اول انکو منہ سے نکلتا ہے۔

تقوم سال نوروز

زمانہ سابق کے گورگانی بادشاہوں سے سال کا دورہ مثل شاہان قدیم فارس
۱۲ سال کا مصری کہا تھا۔ پرتہی سال کے پہلے دن کو نوروز کہتے تھے۔ اور بڑا جشن ہوتا
تھا۔ ہندوؤں اور عجمیوں کو نوروز کی سواری کے لئے ہر سال ایک نیا جانور مقرر کیا جاتا
تھا۔ اور مشہور ہو گیا تھا کہ ابکے سال نوروز فلاں سے جانور پرائیگا۔ بعضی فلاں جانور
زیر سواری نوروز ہوا گا چنا چند وہ التزامات تک جاری اور رائج ہے۔

فہرست تقویم دورہ لہاؤ نوروز بطریق شاہان قدیم کرمان

مرباحی

موش۔ و بقرہ۔ پلنگ۔ خرگوش۔ خمار۔ زین۔ چارچو بگذری۔ نہنگ۔ آبدار۔
چوہا۔ گائے۔ بھین۔
زنگار۔ باسپ۔ گو سفند۔ ست حساب۔ ہمدونہ۔ مرغ۔ سگ۔ و خوک۔ انوکار۔
مکھڑا۔ دھن۔ بھنڈ۔

فہرست لغویہ زبانِ ترکی مہاراجہ کے

سجقائل - چوہا + اوائل گائے + پارسن ایل - پیتا -
توشقائل - خرگوش + لونی ایل - مچلی + بیلایل - سانپ -
آیت ایل - گھوڑا + قومی ایل - بکری بڑہ + بچی ایل - بندر -
تھاقزائل - مڑغا + ایت ایل - کتا + مٹھوری ایل - سوڑ -

حلِ رُباعی میں فیاض نے کبر شاہ اور آفتاب

کی نسبت ثبوت کی ہیں

دیکھو صفحہ (۶۷)

مخفی نہ رہے کہ سابقان و محاسبان اہل عرب نے ایک نیا قاعدہ مل ریاضی میں وضع کیا ہے جس کو زبر و بنیات کہتے ہیں۔ زبر کے لغوی معنی ظاہر کرنے کے ہیں اور بنیات کے معنی باطن کے ہیں۔

قاعدہ

جن دونوں اسموں کا زبر و بنیات نکالنا چاہا اول دونوں اسموں سے ایک گانہ نکالتے ہیں۔ اور اعداد زبر بحساب اعداد حروفِ مکتوبی ابجد لٹے جاتے ہیں اور بنیات بحساب اعداد حروفِ مخفی ابجد لیتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ بنیات میں جو حرفِ مخفی ملی ہیں ان میں پہلا ایک حرف چھوڑ کر باقی دو میں گئے۔ اور وہ بھی پہلا حرف نہ بڑھوگا۔ اگر اول اسم کے اعداد زبر برابر چھوں دوسرے اسم کے اعداد بنیات سے تو وہ دو اسم ایک دوسرے کا کہلائیں گے۔

مثال

(الف کے اعداد زبر ایک ہو)۔ (الف کے اعداد بنیات اکیس ہیں)۔

پس ہم زبر و بنیات لفظ "اکبر" اور آفتاب کا مل مفصل طور پر بموجب طریقہ عدد کھینکتے ہیں۔

اکبر کہ بافتاب اور نسبت

اکبر									
الف	کاف	با	را	الف	فا	تا	الف	با	
۱۰۰	۲	۲۰۰	۱	۱۰۰	۱	۱۰۰	۱	۲	
لف	اف	ا	ا	لف	ا	ا	لف	۲	
۱۱۰	۸۰	۱۱	۱۱	۱۱۰	۱۱	۱۱	۱۱۰	۱	

کشتیچ

مجموعہ عدد زبر و بنیات لفظ "اکبر" و آفتاب اسطرح ہوا

اعداد زبر اکبر		بتصرہ	اعداد بنیات اکبر	
۱-ک	۲-پ		لف ۱-ف	۱۱
میزان ۲۲۳		پس بموجب قاعدہ مذکورہ کے	میزان ۱۹۳	
اعداد زبر آفتاب		لفظ اکبر اور آفتاب کے زبر و بنیات برابر ہے کیونکہ زبر اعداد لفظ اکبر ۲۲۳ میں اور بنیات لفظ آفتاب ۲۲۳ میں یکساں ہے	اعداد بنیات آفتاب	
۱-ف	۲-ب		لف ۱۱-ف	
میزان ۲۸۲		برابر میں ہیں۔ ہر مطلب۔	میزان ۲۲۳	

ابو الفتح جلال الدین محمد گریزہ ہندوستان بانی دین الہی



(عمر ۷۰ سال)

سال کے بارہ مہینوں کے احکام مجاریہ اکبر شاہ

اکبر نے ہی اپنی یادگار میں رقم پائی بادشاہ ہونے کی طرح ہی جیسا کہ ہم اچر ذکر کر چکے ہیں سال کے بارہ مہینوں میں امور ات منتقلہ ذیل کے واجبات مقرر کئے سب مسلمان اور اہل ہنوز خصوصاً مریدان دین الہی اکبر شاہی کو ان کی پابندی ضروری ہے یہ مہینے قمری تھے۔

شہرست

محرم	جاندار کو نہ مٹاؤ۔
صفر	بندی غلام آزاد کرو (اگر وسعت ہو تو)۔
ربیع الاول	۳۰ نیک عمل محتاجوں کو بخشش دو۔
ربیع الثانی	ہر روز غسل کرو و مہینے میں دو دفعہ زرو لباس پہنو۔
جمادی الاول	ریشمی کپڑے اور لباس فاخر نہ پہنو۔
جمادی الثانی	بہترہ کام میں نہ لاؤ۔
رجب	۴۰ برس کی استعد و فراہم کے بموجب اپنے غویبہ دستوں کے لئے دستگیری کرو۔
شعبان	کسی بر سختی نہ کرو۔
رمضان	ایک روز کو نہ کھانا کھلاؤ اور کپڑا پہناؤ۔ عبادت کرو۔
شوال	ہر روز ہزار دفعہ نام الہی ورد کرو۔
ذی القعدہ	اولی شب پہلے پانچ روز بیرون دروازہ اور آخر شب پہلے پانچ روز بیدار رہ کر یاد الہی کرو۔
ذی الحجہ	آسائش فلتوں کے لئے عمارات بناؤ (اگر وسعت ہو)۔

شادی خانہ آبادی کا انصرام

شیخ ابو الفضل آئین کبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اکبر شاہ نے دو اشخاص بادشاہت خاص اس کام پر مقرر کیے تھے۔ ایک مردوں کی تحقیقات کرنا اور دوسرا عورتوں کی۔ کیونکہ معاملہ شادی خانہ آبادی کے نتائج اکثر شادی خانہ آبادی کے اصول نکالتے تھے اور مقدمات اس امر کے ہر وقت دربار میں پیش ہوتے تھے اسلئے تحقیقات کرنا اور عمر مرد کی اور عورت کی مقرر کرنا مناسب معلوم ہوا۔ عمر مرد کی ۱۶ سال عورت کی ۱۲ سال قرار پائی۔ اور نذرانہ قاضی یا برہمن حسب حیثیت مقرر ہوا۔

۲ روپے	ترکش بند	۷- اشرفی	۱۰ ہجھڑاری
۱- روپیہ	متوسط اشخاص	۸- اشرفی	۳۰ ہزار
ایک ام	عام	۲- اشرفی	۱۰ ہزار
مفت	غریب بشارت تصدیق	۱- اشرفی	۱۰ ہزار
	داروغہ	۲ روپے	۳۰ ہزار

آئین داغ

سلاطین میں بیٹن کی ٹیم فتح کرنے کے بعد اکبر نے آئین داغ رسم نکالی اور سواروں کے گھوڑوں کو لوہے کے داغ سے دافدار کیا۔ اور رفتہ رفتہ آئین تمام عہدہ داروں میں رائج ہو گیا۔ اس میں یہ فائدہ ہوا کہ اگر کسی کا گھوڑا مر جاتا ہو وہ گھوڑا داغ کے وقت حاضر کرتا تو بخشی فوج کہتا تھا کہ آج کی تاریخ حساب میں آئیگا۔ سوار کہتا تھا کہ میں نے اسی دن خرید لیا تھا جس دن پہلا گھوڑا مرا تھا۔ کہی یہ سب ہوتا تھا کہ سوار کو ایہ گھوڑا لا کر دیکھا دیتے اس داغ کرنے کی رسم وفاقے رستو بند ہو گئی۔ جو پہلے بادشاہوں کے وقت سے رائج تھی سواروں کے گھوڑوں کے علیحدہ علیحدہ نام تھے۔ اور ان کے واسطے جدا جدا داغ خواہ عورتی

۵ روپیہ ماہوار	عراقی والے کو۔
۵ روپیہ ماہوار	مجنس والے کو۔
۵ " "	ترکی۔
۵ " "	بابو۔
۵ " "	تازی۔
۵ " "	جنگل۔
۵ " "	پیادے کی تنخواہ اول درجہ۔
۵ " "	پیادے کی تنخواہ دوم درجہ۔

لازمان دربار شاہی کے واسطے علیحدہ مسجد بنائی اور نہایت عمدہ سامان سے اسکو عزمین کیا تھا۔ جسوقت کسی کو ضرورت ہو بلا تکلف عین وقت دربار سے اٹھ کر اداؤ نماز پنجگانہ کے واسطے جاسکتا تھا۔ لطف یہ کہ وہ مسجد دربار کے روبرو تھی۔ حکیم مصری نے جو اپنی ظرافت طبع کے سبب بہت ناموری حاصل کی تھی ایک وزیر اکبر شاہ کو کہتے تھے کہ بہت عمدہ تجویز ہوئی کہ مسجد واسطے اہلکاران دربار تیار ہوئی۔ ہم سب مشکور ہیں اور پھر یہ شرفی البدیہ سنائی۔

تاریخ تعمیر مسجد

شاہ ماکر مسجد بنیاد
ایٹا المومنین مبارک باد
ادوریں نیز مصلحت دارد
تا نمازاں گزار بشمارد

خانہ آبادی شادی کے واسطے قانون ہی جاری کیو تھے۔ اگر عورت ۱۲ برس مرد سے بڑی ہو تو مرد اس سے تعلق نہ کرے۔ رزیل لوگ جب شادی کریں تو کہ توالی میں اطلاع دیں۔ رٹکے کی عمر ۱۶ برس اور رٹکی کی عمر ۱۳ برس قرار

دسی گئی۔ ہر شخص کو اپنی رسوم ادا کرنے میں کوئی ممانعت نہیں تھی و ہرم سال شوالہ مسجد جو کسی کا جی چاہو ملا حصول اجازت بنا سکتا تھا۔ بخش عورت کے واسطے ایک علیحدہ جگہ بنائی جبکہ امام شیطان پورہ رکھتا تھا۔ جو عورت بازاروں میں آوارہ بہرتی نظر آیا کرتے اور بعد تحقیقات معلوم ہو کہ اس کے تعلقدار اس کے اغواجمات کو کفیل نہیں ہوتے تو حکم تھا کہ اسکو شیطان پورہ میں اعلیٰ کر دو۔ ہندنی عورت مسلمان کے گھر آجائے تو اس کو اپنی تعلقداروں کے پاس پہنچا دو۔

۱۸۵۷ء میں حکم ہوا کہ تمام جاگیردار عامل سب ملکر دفتر مردم شماری نام بنام بقید۔ پیشہ و حرفہ و قوم کا مرتب کریں۔ چنانچہ اس سہ کے بعد ہر ۵ دین سال مردم شماری اور پیدائش و اموات کے کاغذات مرتب ہوتے ہیں۔

دہرم پورہ و خیر پورہ

شہر سے باہر دو مقام تیار ہوئے۔ ایک مسلمان فقیر کے لئے اور دوسرا اہل ہندو کے لئے۔ جو مسافر آنا انہیں اہل کہنا مسلمانوں کے یہاں غلے کا نام خیر پورہ تھا۔ اور ہندو یہاں غلے کا دہرم پورہ تھا۔

شیطان پورہ

سنہ ۱۸۵۷ء میں شیطان پورہ آباد ہوا جو پھر سے چند میل کے فاصلہ پر تھا۔ جس میں تمام ندیاں ڈال دی گئیں۔ اور غرضی چکر لگا دیا۔ ہر شخص دسی کے پاس آکر رہتا یا اسکو گھر میں لیا آ تو پہلے نام کتاب میں لکھوا تا۔ پھر عوام کے واسطے تھا۔ اگر اگر کوئی بڑی شیطان پورہ سے منگواتا یا رہتا تھا تو کسی میں اطلاع کے بغیر اجازت نہ ملتی تھی۔

زنانہ بازار

ہر مہینے میں ایک دفعہ زنانہ بازار گنتا تہا سب اہل عرفہ کی عورتیں اپنا اسباب
لاکر قلعہ کے بازار میں دوکانیں سجاتی تھیں۔ بیگمات شاہی ان کی خریدار
ہوتی تھیں۔

مالینریشن گوڈن

مختلف اشیاء جو مہات سلطنت میں اجزانے ضروری بلکہ ہمیشہ کار و بار کے
لازمی اوزار ہوتے ہیں وقت پر تیار نہیں ہتیں اس لئے ۱۹۱۹ء میں مکہ یا کہ
ایک ایک سی حفاظت اور جمع آوردی ایک ایک امیر کے سپرد ہو۔

کشتیاں

۱۹۱۷ء میں کشمیر کی سیر کو تشریف لے گئے وہاں کی کشتیاں بہت برقی
دیکھ کر بنگال کی طرح کشتیاں بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ ان کے نشین اور ڈالاکے
بعد جدا تیار ہوئے۔

جہاز

۱۹۱۷ء میں دریائے گاندی پر چھوٹے چھوٹے جہاز تیار ہو کر چلائے گئے۔
مگر ان میں جتنی طرح سے کامیابی نہ ہوئی۔

اکبر شاہ کی اولاد و احفاد

اکبر کا سب سے بڑا بیٹا جہانگیر ۱۵۶۵ء میں پیدا ہوا۔ جہانگیر اہل
کچھولہر کا نو اسد تھا یعنی بھگوانداس کا بیٹا تھا۔ مان سنگھ راجہ کی بیوی بھی کا بیٹا
تھا۔ فیض سلیم جیستی رحمتہ اللہ علیہ کی دھاسے عطا ہوا۔ اس کے پیلے نام شہزاد

”سلیم“ رکھا تھا۔ یہ ہی ارثِ تخت ہوا۔ اور سلیم نام بدل کر جہانگیر کا لقب اختیار کیا۔ چونکہ جہانگیر کو اپنے باپ اکبر شاہ سے مدد و جہد کا پیار تھا اور جب تک مفصل ذکر ہم سوانحِ عمری جہانگیر میں لکھیں گے اسلئے اس نے بیادگار اپنے عزیز باپ کے جہانگیر کا لقب اختیار کیا۔ اور لفظ اکبر اپنے لقب میں ایڑا دیکھا۔ سوئے ادب کے سبب یہ سبب و حقیقت جو لفظ جہانگیر اور لفظ اللہ اکبر کے امداد کے ایک ہیں۔ اسلئے جہانگیر لقب پسند کیا۔

سجہ مہر نور الدین جہانگیر بن اکبر شاہ

حروف جہانگیر و اللہ و اکبر

نور و زائل تا ابد شد برابر

ہر دو ایضاً مساوی لا عدد ہیں } ۲۸۹ - جہانگیر
۲۸۹ - اللہ اکبر

سوئے شہزادہ سلیم کے اکبر کے دو بیٹے اور بی تھے۔ ایک کا نام شہزادہ مراد جو ۱۰ محرم ۹۷۵ھ کو خیمہ کے پہاڑوں میں پیدا ہوا۔ اسلئے اکبر شاہ اس کو چاکر پہاڑی راجہ کہا کرتے تھے۔ یہم دکن پر سب سالار ہو گیا۔ خراب کی کشت سے بیمار ہو کر ۳ برس کی عمر میں شہزادہ کو نامہ لڑنا شاہ جہان مرگ دیا سے گذر گیا ابو الفضل تاریخ انشال میں فرماتے ہیں۔

تاریخ سال انتقال شہزادہ مراد

”از گلشن اقبال نہالے شدہ گم“

شہزادہ

یہ بہادر شہزادہ کئی محکوں میں اپنے باپ کے زیرِ جلا نامہ پیدا کر چکا تھا۔ فانیس و احمد نگر میں بڑے بڑے سبب کے سبب راجہ اپنے تھے اکبر شاہ نے اس

نحت جس کی یادگار میں مراد آباد کا شہر آباد کیا۔ جو آج تک موجود ہے اسی سال
 خنزادہ وانیال اجمیر شریف میں پیدا ہوا۔ یہ بیس سال کا تھا۔ وانیال خان کی بیٹی
 سے اس کی شادی کر دی گئی۔ سنا دین کی مہم میں ہم کا بچہ اپنے باپ کے امیں
 خنزادہ سے بہت کچھ کام کیا۔ حاکم جو ہونہ متوجہ تھا۔ ابو افضل سے اکثر رفاقت
 رہتی تھی۔ آخر عمر میں کثرت شراب نوشی سے بیمار ہو کر سلطانہ میں فوت ہو گیا
 یہ خنزادہ شاعر تھا۔ باپ کے لکھی ہوئی ناراض تھا۔ کہتے ہیں کہ آخر وقت مرگ یہ
 رباعی تصنیف کر کے اپنے باپ اکبر شاہ کی خدمت میں بھیجی اور منوجبہؑ لکھ کر
 خواستگار ہوا۔

رباعی منکلام شہزادہ مراد

رقیم و دواع باز دل بایک کرد۔ و ز آب و دید و خاک کل بایک کرد

گر بدویدی ہم نیکو بایک رفت۔ و در دلی بود بکل بایک کرد

بادشاہ نے نہایت رنج کیا اور شہزادہ کی وفات میں دو روز تمام دفتر بند
 رہے۔ خام ماتم داری ہوئی۔ یہہ دونوں شہزادے حقیقی بھائی تھے۔ اور
 سلطانہ بیگم کے بطن سے تھے اور سلطان بیگم اکبر کے چارمرا عسکری کی بیٹی ہی شہزادہ
 سلیم جہانگیر جوہ بائی اسی نتیجہ کے بطن سے تھا اور مراد و وانیال اس کے چوتھے بھائی تھے۔

اکبر شاہ کی وفات اور شہزادہ سلیم نور الدین جہانگیر کی

تحت نشینی

لائی حیاتِ آئی قضا لپہل چلے۔ اپنی خوشی نہ آؤ نہ اپنی خوشی چلے
 ان سب غم و سناک امتحان نے کیا۔ گی اکبر کے جسم پر جو ب مشک میں کہیں
 کی طرح اثر کیا۔ انتظام شاہی کی طرف بے قول ہونے لگا۔ اسی پریشانی اور غم کا

فرزند کی گاہ پہ نتیجہ ہو کہ طبیعتِ علیل ہوئی اور ضعفِ یساکاری ہو کہ بچہ
پر لیٹے رہنے کے سوائے اور کسی کام کی طاقت نہ رہی۔ پہلے شعور و ہوش اور سو آؤ
افسوسِ حسرت کے اور زبان پر کچھ نہ تھا۔

اشعارِ حسرتِ شمار منکلام جلال الدین کہر شاہ بدینا

بسیار دین جہاں جمیدیم بسیار نسیم و ناز و دیدیم
تُر کاں گراں بہا خریدیم اسپاں بلند پر نشینیم
کردیم بسے نشاط و آخر چوں قامتِ ماہِ نو خیمیم
اسی وقت شاہزادہ سلیم کو بلو اچھا۔ اور سبائے مراد کو دربار میں منگو آکر رو بہ علاء
مجتہدان وغیرہ کے سب سے اپنی خطا معاف کرانی اور بسے اتنے مبارک سے سلیم شاہ
کو کمر میں تلوار باندھ کر تاج پہنایا۔ اور وصیت کی کہ خاندانِ شاہی کی مستورات کی
نمبر گیری کرنا۔ میرے دوستوں کو نہ بھولنا۔ عرضِ علمی عقلی۔ علمی نصیائح۔ آسائش
عیت و خلقِ خدا کے لئے بہت فرائی۔ اور آخر الامر ان دو شرطوں پر اپنی نصیائح
کو ختم کیا۔

نصیحت

بدایوں بیند از فریاد کس کہ شاید دیواں بود داورس
بجو دپرس فریادِ مفلوکم بدوں آراز انگیس موم را
عرضِ اس طرح کہ وہ خط و نصیحت کے بعد اجماعی الاخر ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۸۵۸ء
اس دار فانی سے بحال جاو دانی سدائے - اِنَّ اللہَ وَ اَنَا الیْدْرُاجِعُونَ -
اور سکندرا کے باغ میں کہ اکبر آباد سے کوس بھر ہے دفن ہوئے۔ ہاؤ افسوس
آخر فنا آخر فنا عبرت

مصرعہ دنیا ہمہ ہیج است و کار دنیا ہمہ ہیج
آصف خان تایغ انتقال میں فرماتے ہیں:-

تاریخ سال انتقال اکبر شاہ

فوت اکبر شاہ از قضاۃ الہ گشت تاریخ فوت اکبر شاہ
مگر اس مادہ تاریخ میں ایک کا تذکرہ ضرور ہے۔ شاید بعد ازاں کسی اور دو شاعر نے
اس کا تذکرہ اس طرح کیا ہے

ایضاً تاریخ

فوت اکبر شاہ از قضاۃ سواہ۔ الف کشیدن ملائک فوت اکبر شاہ

۱۰۱۲ھ

ملا شرفی ترکستانی نے تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے۔

ایضاً تاریخ سال انتقال

جلال الدین محمد شاہ اکبر۔ روز نیا گفت سوئے غلہ راہی
چہر ضواں بد حیران کہ این کہیت۔ گفت ہفت کہ یک قل الہی

۱۰۱۲ھ

ضمیمہ کتاب مستطاب حیات امیر خسرو

فہرست سیکجات و شعائر مضر بہ سیکت چاشا ان دیکھن

نام بادشاہ	مقام تخت	سکہ مضر بہ کاشتر
ظہیر الدین بابر	کابل	{ ان کے سکہ پر کوئی شعر نہ تھا
نصیر الدین تاج الدین	دہلی	مہر مہر شاہ اگر آبرو دین ز است یازمین سال مہر نور ز لود است
جلال الدین اکبر	آگرہ	خط نور زد کلاک تقدیر بر رقم زو شاہ نور الدین جہانگیر
نور الدین جہانگیر	آگرہ	از فتح و نصرت جہانگیر شاہ بدلی زوار فیض کفایت
"	دہلی	سکہ زود در شہر کابل خسرو گیتی بنا شاہ نور الدین جہانگیر اکبر بادشاہ
"	کابل	رو نور ز اسافت نورانی جو رنگ و شاہ نور الدین جہانگیر اکبر بادشاہ
"	کشمیر	سکہ قدما رشددخواہ از جہانگیر شاہ اکبر شاہ
"	قندھار	دہر باد وای تا فلک بدو در بنام شاہ جہانگیر سکہ لاہور
"	لاہور	حرم سکہ کی دوسرے تخت کاشتر
"	مہر کا سکہ	شبیمہ حضرت شاہ جہانگیر قضا بر سکہ زکوہ تصویر
"	مہر کا سکہ	حروف جہانگیر و اشتباہ کر زرفرازل تا ابد شد برابر
"	مہر کا سکہ	روضہ رحمت کو فوالدین محمد جہانگیر اکبر شاہ نے ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ سکہ رایج کیا تھا۔
"	مہر کا سکہ	اسلئے کئی اشعار تحریر کیے گئے۔
شہا بہ الدین جہان	دہلی	سکہ شاہ جہان آبادی و جہان باد و ان طاب نام مہر خان
محی الدین عالمگیر	دہلی	سکہ زود در جہان جہانگیر شاہ عالمگیر

قلب الدین غلام شاہ	دہلی	سکند و درجہاں بدولت جاہ بادشاہ مالک اعظم شاہ -
میر الدین جہاندار شاہ	دہلی	بزد سکند و مالک چوں بہر واپ - مشہد غازی جہاندار شاہ
محمد فرخ سیر	"	سکند و از فضل حق بر سیم و زر بادشاہ بحر و بر فرخ سیر
شمس الدین فرخ الدیاب	"	بزد سکند ہند باہر اس بابر کات شہنشاہ بحر و فرخ الدیاب
عالی گوہر شاہ عالم	"	سکند و بر ہفت کشت و پتیا جان و ماہ ضمیر الدین عالمگیر عالم
چلچ الدین عالمگیر ثانی	"	بزد و سکند صاحب قوتی و جریغ الدین عالمگیر ثانی -
شاہ اکبر ثانی	"	سکند و بر ہفت کشت و پتیا فضل الدین جانی و محمد شاہ کبر بادشاہ
ناصر الدین محمد شاہ	"	سکند و بزد و فضل الد - شاہ عالم شاہ محمد شاہ -

دیگر فہرست سکند جات شاہان افغانی و ملکستان

احمد شاہ ابدالی	قندھار	حکم شہزاد قادیچیں با محمد بادشاہ سکند و زکرم و زار و بیج تریاباہ
نادر شاہ ایرانی	ایران	سکند و بزد کرد و نام سلطنت اند جہاں نادر ایران زمین و قوتی ستان
ایضاً راشتری طلایی پرم		ہست سلطان بدلاطین جان شاہ شاہان نادر و صلح و گان
تیمور شاہ بسلو شاہ ابدالی	کشمیر	جینجے آر و طلا و لقا و خود شہزادہ تاند و بدیر نقوش سکند و شاہ

تاریخ ہائے شمال و شمال مغلیہ ہندستان مع ماہ تاریخ

سن و وفات ہر یک نشان

نمبر شمار	نام بادشاہ	مادہ تاریخ انتقال	سن ہجری
۱	امیر تیمور گورگانی صاحب حق آن	مالک جاہ و بہشت	۷۸۰ھ
۲	جلال الدین میراں شاہ	خدیو بزم فنا	۸۰۰ھ
۳	سلطان محمد میرزا	شاہنشاہ ملک بقا	۸۵۵ھ
۴	سلطان سعید میرزا	خسرو ابد	۸۶۵ھ

۵	سلطان محمد فتح میرزا	نور سلطان فتح آفرین شاد	۱۰۹۰
۶	ظفر الدین بابر بادشاہ	ہشت گہر	۱۰۹۱
۷	نصیر الدین ہمایوں شاہ	ہمایوں بادشاہ و نام تو	۱۰۹۲
۸	بہلول اللہین کبیر شاہ	نور اکبر شاہ	۱۰۹۳
۹	نور الدین جہانگیر	جہانگیر جہاں رفت	۱۰۹۴
۱۰	شاہ جہان تہا اللہین	اہل خشم	۱۰۹۵
۱۱	محمد الدین عالمگیر شاہ	شہنشاہ جاکنت	۱۱۰۸
۱۲	سلطنتین اکبر شاہ	محمد علی مراد	۱۱۰۹
۱۳	محمد نور الدین شاہ	نور الدین جہاں و جہاں	۱۱۱۰
۱۴	محمد حسین	محمد حسین	۱۱۱۱
۱۵	فتح اللہ شاہ	فتح اللہ شاہ	۱۱۱۲
۱۶	محمد نور الدین شاہ	محمد نور الدین شاہ	۱۱۱۳
۱۷	محمد نور الدین شاہ	محمد نور الدین شاہ	۱۱۱۴
۱۸	محمد نور الدین شاہ	محمد نور الدین شاہ	۱۱۱۵
۱۹	محمد نور الدین شاہ	محمد نور الدین شاہ	۱۱۱۶
۲۰	محمد نور الدین شاہ	محمد نور الدین شاہ	۱۱۱۷
۲۱	محمد نور الدین شاہ	محمد نور الدین شاہ	۱۱۱۸

تاریخ ہمایوں تصنیف کتاب لا باب فی تاریخ ہمایوں
 ہمایوں جہاںگیر امیر اکبر شاہ
 (ارطبع مؤلف مصنف کتاب لا باب فی تاریخ ہمایوں)
 مرتب ہوئی ہے یہ کتاب شریف ہے کہ جو جہاںگیر
 ہمایوں جہاںگیر کا بیلاس ہے۔ سرورست محمد و محمد و محمد

از طبع و قلم مصنف کتاب ایم امیر برلاس

کتابت میر گزشتہ جو تصنیف - بوقت محدود و راسدہ تاریخ
دوردار قلم بہر سائنس - کہ ہر ذہن و ذہن است تاریخ
ایضاً ان مصنف کتاب

کے امداد کالات سلاطین - کتاب ہزار ال زریب ترین
دوم زہ چون مصنف بہر سائنس - در ہر پانچ و پیر سید آمین
بسال ہفتاس گشت برلاس - ز تاریخ بدینی و فہرستیں

یاسخ طبع از و لمیندیز وافر تیر منشی محمد حسن شریف پوری سوداگر

تاجر چاک از مقام جزیرہ شکھامی من فایطینین

ہو گئی تیار جب تاریخ یہ سال تصنیف اسکا کھد و تیر
بیدل نام مذاکیا خوبہ سال بکرم نند و مرغوبہ

تاریخ سال تصنیف طبع از و اسو کارم نجباء و افلاطم نقبا

خوشنویسی و حوالہ قلم زریں بسا عری فارسی گوہر شہادہ بی

مدرس عالی و فدیسی مشن بسا عری و شاپور

سیر ریاض منین و یوم البیان و آج - تازہ کیا ہے چشم کو اہل جہان نے
گوہر کو عند لیسنے یوں کان میں کہا - باغ خود کو ہلایا جو اس باغبان

تمام شد

